نمبر ۴۰ | مورخہ ۱۵- نومبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۲ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو گذشتہ تین روز سے خفیف حرارت اور جسم میں درد کی شکایت ہے۔ لیکن حضور اپنے یومیہ کاموں میں مصروف ہیں۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ۱۱- نومبر کو تبلیغ کے لئے بھاکا بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ بھیجے گئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ ایک ماہ کے لئے شہر گوجرانوالہ میں جماعت کی تربیت کے لئے ٹھیرینگے۔

۱۱- نومبر کو قادیان میں صلح اور امن کی یادگار میں گیارہ بجے دو منٹ خاموش رہنے اور دنیا میں قیام امن کے لئے دعا مانگنے کی تقریب ادا کی گئی۔

۱۱- نومبر انسپکٹر صاحب لاہور سرکل تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کرنے کے لئے اپنے سٹاف سمیت تشریف لائے۔

سمال ٹاؤن کمیٹی نے رات کی روشنی کا کسی قدر انتظام کیا ہے۔ اور بعض مقامات پر لیمپ لگائے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مسئلہ قضا و دعا

قدر اور جبر پر بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں۔ مگر تعجب کی بات ہے۔ کہ لوگ اس پر کیوں بحث کرتے ہیں۔ میرا مذہب یہ ہے۔ کہ قرون ثلاثہ کے بعد ہی اس قسم کی بحثوں کی بنیاد پڑی ہے۔ ورنہ انسانیت یہ چاہتی تھی۔ کہ ان پر توجہ نہ کی جاوے۔ جب روحانیت کم ہوگئی۔ تو اس قسم کی بحثوں کا بھی آغاز ہوگیا۔

جس شخص کا یہ ایمان نہ ہو۔ کہ انما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یقول لہٗ کن فیکون۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس نے خدا تعالےٰ کو نہیں پہچانا۔ اور ایسا ہی اس شخص نے بھی شناخت نہیں کیا۔ جو اس کو علیم بذات الصدور اور حیّ و قیوم کہ دوسروں کی حیات و قیام اسی سے ہے۔ اور وہ مدبر بالارادہ ہے۔ مدبر بالطبع نہیں مانتا۔ جو فلاسفروں کا عقیدہ ہے۔ غرض ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ بات قریب بہ کفر ہو جاتی ہے۔ اگر یہ تسلیم کریں۔ کہ کوئی حرکت یا سکون بالخلوت یا نور بدون خدا کے ارادے کے ہو جاتا ہے۔ اس پر ثبوت اول قانون قدرت ہے۔ انسان کو اللہ تعالےٰ نے دو آنکھیں دو کان ایک ناک دئے ہیں۔ اتنے ہی اعضا لے کر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اسی طرح عمر ہے۔ اور بہت سے امور ہیں۔ جو ایک دائرہ کے اندر محدود ہیں۔ بعض کے اولاد نہیں ہوتی۔ بعض کے لڑکے یا لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ غرض یہ تمام امور خدا تعالےٰ کے قدیر ہونے کو ثابت کرتے ہیں پس ہمارا مذہب یہ ہے۔ کہ خدا کی الوہیت اور ربوبیت ذرہ ذرہ پر محیط ہے۔ اگرچہ احادیث میں آیا ہے۔ کہ بدی شیطان یا نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ بدی جس کو بدی سمجھا جائے۔ مگر بعض بدیاں ایسی ہیں۔ کہ ان کے اسرار اور حکم اور مفہوم سے ہم آگاہ نہیں ہیں۔ جیسے مثلاً آدم کا دانہ کھانا غرض ہزارہا اسرار ہیں۔ جو مستحدثات کا رنگ دکھانے کے لئے کر رکھے ہیں۔

قرآن شریف میں ہے۔ ما کان لنفس ان تموت الا باذن اللّٰہ

ثموت میں روحانی اور جسمانی دونوں باتیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایسے ہی ہدایت اور ضلالت خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اس پر اعتراض یہ ہوتا ہے۔ کہ انبیا علیہم السلام کا سلسلہ لغو ہو جاتا ہے؟ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ کوئی ایسی فہرست پیش کرو۔ جس میں لکھا ہو کہ فلاں شقی ہے ؞

انبیاء علیہم السلام جب دعوت کرتے تو اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی اثر مترتب ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی دعا کے ساتھ بھی۔ اللہ تعالےٰ قضاء و قدر کو بدل دیتا ہے۔ اور قبل از وقت اس تبدیلی کی اطلاع بھی دے دیتا ہے۔ اس وقت ہی دیکھو۔ کہ جو رجوع لوگوں کا اس سلسلہ کی طرف اب ہے۔ براہین احمدیہ کے زمانہ میں کب تھا۔ اس وقت کوئی جانتا بھی نہ تھا ؞

میں نے خود عیسائیوں کی کتابیں پڑھی ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ایک طرفۃ العین کے لئے بھی عیسائی مذہب کی سچائی کا خیال میرے دل میں نہیں گذرا۔ وُہ قرآن شریف کی اس تعلیم پر کہ خدا کے ہاتھ میں ضلالت اور ہدایت ہے۔ اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن اپنی کتابوں کو نہیں پڑھتے۔ جن میں لکھا ہے۔ کہ شریر جہنم کے لئے بنائے گئے ہیں۔ یا مثلاً یہ لکھا ہے کہ فرعون کا دل سخت ہونے دیا۔ اگر لفظوں پر ہی اعتراض کرنا ہو۔ تو عیسائی ہمیں بتائیں۔ اس کا کیا جواب دیتے ہیں ؞

بد دیانت آدمی سے تو مرے ہوئے کتے سے بھی زیادہ بدبو آتی ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ ان پادریوں کا اسلام پر ایسا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جو توریت اور انجیل کے ورق ورق پر صاف صاف نہ آتا ہو۔ ایسا ہی رگوید اور فارسیوں اور سناتنیوں کی کتابوں سے پایا جاتا ہے ؞

قرآن شریف نے ان امور کو جن سے احمق معترضوں نے جبر کی تعلیم نکالی ہے۔ محض اس عظیم الشان اصول کو قائم کرنے کے لئے بیان کیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے۔ اور ہر ایک امر کا مبدء اور مرجع وہی ہے۔ وہی علت العلل اور مسبب الاسباب ہے یہ غرض ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں بعض درمیانی وسائط اٹھا کر اپنے علت العلل ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ ورنہ قرآن شریف کو پڑھو۔ اس میں بڑی صراحت کے ساتھ ان اسباب کو بھی بیان فرمایا۔ جن کی وجہ سے انسان مکلف ہو سکتا ہے ؞

علاوہ بریں قرآن شریف جس حال میں اعمال بد کی سزا ٹھیراتا ہے۔ اور حدود قائم کرتا ہے۔ اگر قضاء و قدر میں کوئی تبدیلی ہونے والی نہ تھی۔ اور انسان مجبور مطلق تھا۔ تو ان حدود اور شرائع کی ضرورت ہی کیا تھی ؞

بس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن شریف دہریوں کی طرح تمام امور کو اسباب طبعیہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ خالص توحید پر پہونچانا چاہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ لوگوں نے دعا کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ اور نہ قضاء و قدر کے تعلقات کو جو دعا کے ساتھ ہیں۔ تدبر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ جو لوگ دعا سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے لئے راہ کھول دیتا ہے۔ وُہ دعا کو رد نہیں کرتا۔ ایک طرف دُعا ہے۔ دوسری طرف قضا و قدر۔ خدا نے ہر ایک کے لئے اپنے رنگ میں اوقات مقرر کر دئے ہیں۔ اور ربوبیت کے حصہ کو عبودیت میں دیا گیا ہے۔ اور فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ مجھے پکارو۔ میں جواب دُونگا میں اس لئے ہی کہا کرتا ہوں۔ کہ ناطق خدا مسلمانوں کا ہے لیکن جس خدا نے کوئی ذرہ پیدا نہیں کیا۔ یا خود یہودیوں سے طمانچے کھا کر مر گیا۔ وُہ کیا جواب دے گا ؞

تو کار زمیں را نکو ساختی۔ کہ با آسماں نیز پرداختی

جبر اور قدر کے مسئلہ کو اپنی خیالی اور فرضی منطق کے معیار پر کسنا دانشمندی نہیں ہے۔ اس سر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرنا بیہودہ ہے۔ الوہیت اور ربوبیت کا کچھ تو ادب بھی چاہیئے۔ اور یہ راہ تو ادب کے خلاف ہے۔ کہ الوہیت کے اسرار کو سمجھنے کی کوشش کی جاوے۔ الطریقۃ کلھا ادب

قضا و قدر کا دعا کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے۔ دعا کے ساتھ معلق تقدیر ٹل جاتی ہے۔ جب مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ تو دُعا ضرور اثر کرتی ہے۔ جو لوگ دُعا سے منکر ہیں۔ ان کو ایک دھوکا لگا ہوا ہے۔ قرآن شریف نے دعا کے دو پہلو بیان کئے ہیں۔ ایک پہلو میں اللہ تعالےٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور دوسرے پہلو میں بندے کی مان لیتا ہے۔ ولنبلونکم بشئ من الخوف میں تو اپنا حق رکھ کر منوانا چاہیئے ؞

نون ثقیلہ کے ذریعہ سے جو اظہار تاکید کیا ہے۔ اس سے اللہ تعالےٰ کا یہ منشا ہے۔ کہ قضائے مبرم کو ظاہر کرینگے۔ تو اس کا علاج اناللہ وانا الیہ راجعون ہی ہے۔ اور دوسرا وقت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کی امواج کے جوش کا ہے۔ وہ ادعونی استجب لکم میں ظاہر کیا ہے ؞

پس مومن کو ان دونوں مقامات کا پورا علم ہونا چاہیئے صوفی کہتے ہیں۔ کہ فقر کامل نہیں ہوتا۔ جب تک محل اور موقعہ کی شناخت حاصل نہ ہو۔ بلکہ کہتے ہیں۔ کہ صوفی دعا نہیں کرتا جب تک وقت کو شناخت نہ کرے ؞

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ دُعا کے ساتھ شقی سعید کیا جاتا ہے۔ بلکہ وُہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ شدید الاختفا امور مشبہ بالمبرم بھی دُور کئے جاتے ہیں ؞

الغرض دعا کی اس تقسیم کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کبھی اللہ تعالےٰ اپنی منوانا چاہتا ہے۔ اور کبھی وُہ مان لیتا ہے۔ یہ معاملہ گویا دوستانہ معاملہ ہے ؞

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسی عظیم الشان قبولیت دُعاؤں کی ہے۔ اس کے مقابل رضا اور تسلیم کے بھی آپ اعلےٰ درجہ کے مقام پر ہیں۔ چنانچہ آپ کے گیارہ بچے مر گئے۔ مگر آپ نے کبھی سوال نہ کیا۔ کہ کیوں؟

جو لوگ فقرا اور اہل اللہ کے پاس آتے ہیں۔ اکثر ان میں سے محض آزمائش اور امتحان کے لئے آتے ہیں۔ وُہ دعا کی حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اس لئے پورا فائدہ نہیں ہوتا۔ عقلمند انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر دُعا نہ ہوتی۔ تو اہل اللہ مر جاتے۔ جو لوگ دُعا کے منافع سے محروم ہیں ان کو دھوکا یہی لگا ہوا ہے۔ کہ وُہ دعا کی تقسیم سے ناواقف ہیں

میرا جب سب سے پہلا لڑکا فوت ہوا۔ تو اس کو ایک سخت غشی کی حالت تھی۔ گھر میں اُس کی والدہ نے جب دیکھا۔ کہ حالت نازک ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یہ تو امید نہیں۔ اب جانبر ہو۔ میں اپنی نماز کیوں ضائع کروں۔ چنانچہ وُہ نماز میں مصروف ہوگئے اور جب نماز سے فارغ ہو کر مجھ سے پوچھا۔ تو اس وقت چونکہ انتقال ہو چکا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ لڑکا مر گیا ہے۔ انہوں نے پورے صبر اور رضا کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا ؞

خُدا جس امر میں نامراد کرتا ہے۔ اس نامرادی پر صبر کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اسی صبر کا نتیجہ ہے۔ کہ خدا نے ایک کی بجائے چار لڑکے عطا فرمائے ؞

الغرض دعا بڑی دَولت ہے۔ بے صبر ہو کر دعا نہ کرے بلکہ دعاؤں میں لگا رہے۔ یہاں تک کہ وُہ وقت آ جائے ؞

الحکم ۲۸ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء

اخبار احمدیہ

شکریہ میرے لخت جگر میاں محمد صدیق کی آناً فاناً وفات حسرت آیات پر متعدد احباب کے خطوط موصول ہوئی ہیں۔ میں بذریعہ اخبار الفضل ان تمام احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے۔ خاکسار محمد علی فیروز پور

درخواست ہائے دُعا ۱۔ بھائی محمود احمد صاحب ڈنگوی کو ایک عرصہ سے ٹانگ کے درد کی تکلیف چلی آتی تھی۔ اور بعض ایام میں تکلیف بہت بڑھ جاتی تھی۔ اس عارضہ کے متعلق انہوں نے میو ہاسپٹل میں معائنہ کرایا۔ اور ۹۔ نومبر کرنل بروم نے ٹانگ کا اپریشن کیا۔ احباب خاص طور پر دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ بھائی صاحب موصوف کو صحت بخشے ؞

بھائی صاحب بڑے مخلص اور دیندار انسان ہیں۔ اور ہمدردی خلائق کا خاص جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ انہیں جلد صحت عطا فرمائے ؞ ۲۔ میں نے کمیلا میں وکالت شروع کی ہے۔ وکلاء کی کثرت کے باعث میدان تنگ ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار دولت احمد خاں کمیلا۔ (بنگال) ۳۔ اس سال کثرت سیلاب کی وجہ سے ہمارا گاؤں غرقاب ہو گیا ہے۔ اب کچھ فاصلہ پر نیا گاؤں بنایا جا رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ خداوند کریم اس نئے گاؤں کو ہمارے لئے موجب برکات دینی و دنیوی کرے خاکسار عبد القادر ڈیرہ غازیخانی۔ متعلم احمدیہ کالج قادیان ؞

۴۔ بابو محمد اشرف خان صاحب احمدی فیروزپوری جو کہ ایک مخلص احمدی ہیں۔ کچھ عرصہ سے بعارضہ بخار سخت بیمار ہیں۔ احمدی احباب سے عموماً اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سے خصوصاً درخواست دعا ہے

خاکسار سمیع اللہ احمدی۔ حال فیض آباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۴۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ - نومبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

ہندوؤں میں مذہبی انقلاب

ابتدائے آفرینش میں جبکہ دُنیا بلحاظ عقل و علم اور فہم و فراست ادنےٰ حالت میں تھی۔ خدا تعالےٰ نے اپنی سنت کے ماتحت اس زمانہ کے لوگوں کے لئے ان کی سمجھ اور قابلیت کے مطابق ایک قانون مقرر کیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس طرح ایک بچہ کے سامنے اسے تعلیم دینے کے لئے کوئی عقلمند منطق و فلسفہ یا جبر و مقابلہ کے مسائل نہیں رکھا کرتا۔ بلکہ اس کی تعلیم کی ابتدا ہمیشہ حروف ابجد سے ہی کی جاتی ہے۔ اسی طرح ابتدائی زمانہ کے لوگوں کے لئے بھی ایسے ہی قوانین اور احکام نازل کئے گئے۔ جو فطرت انسانی کی ادنےٰ حالت اور غیر مکمل عقل و سمجھ کے مطابق تھے۔

پھر جس طرح ایک زیر تعلیم بچہ کے لئے اس کی قابلیت میں اضافہ اور دماغی ارتقار کے ساتھ اس کا تعلیمی نصاب بھی بلند ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی دماغی کیفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے قوانین شریعت میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ حتےٰ کہ دُنیا پر وُہ زمانہ آگیا۔ جسے سن بلوغ سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس میں انسان کے قوای نشو و نما پا کر اور ترقی کر کے اس مقام پر پہونچ گئے۔ کہ وُہ جس علم کی طرف توجہ کرے۔ اسے حاصل کر سکتا۔ اور اس کا پورا ماہر بن سکتا ہے۔ اس وقت خدا تعالےٰ نے انسان کے لئے جس طرح مادی اور دنیوی ترقیات کے دروازے کھول دئے۔ اسی طرح روحانی ترقیات کے لئے بھی اس کے سامنے ایک جامع اور مکمل قانون رکھدیا۔

جس طرح طلوعِ آفتاب کے بعد کسی شخص کو زیادہ دیر تک شب دیجور کے دھوکہ میں نہیں رکھا جا سکتا۔ اور آفتاب کی ظلمت پاش شعاعیں اس کے حالات کے مطابق جلد یا بدیر اس تک پہونچ کر ہی رہتی ہیں اور اپنی گوناگوں برکات اور خصوصیات سے اس کے دل میں آزادی کی امنگ۔ خون میں حدت اور دماغ میں تر و تازگی پیدا کر دیتی ہیں۔ اسی طرح نیّر اسلام کے طلوع ہونے کے بعد اس کی روشنی بھی تنگ تار گوشوں تک پہونچنے لگی۔ اس میں شک نہیں کہ شپرہ صفت اور سیاہ باطن لوگوں نے اپنی روحانی پستی یا اخلاقی تنزل کے باعث اسے اپنے لئے ایک تکلیف دہ اور مضرت رساں چیز خیال کیا۔ اور اپنی ذریت اور زیر اثر لوگوں کو اس سے پناہ میں رہنے اور اس کی ضیا پاشیوں سے بچنے کے لئے قلوب کے دروازے بند رکھنے کا سبق دینا شروع کیا۔ اور اس وقت چونکہ اسلام کی برکات سے دنیا براہ راست متعارف نہ ہو چکی تھی۔ اس لئے ایسے تیرہ بخت مخلوق الٰہی کو اپنے پیچھے لگا کر انہیں ظلمات میں قید رکھنے میں ایک حد تک کامیاب ہو گئے۔ لیکن جوں جوں یہ روشنی پھیلتی رہی۔ لوگ اپنی اپنی بصیرت کے مطابق اس کی طرف دیوانہ وار بڑھتے رہے حتیٰ کہ ظلمت کدۂ ہند جہاں وہی ابتدائی قاعدہ تعلیم کا انتہائی معیار قرار دے دیا گیا تھا نور اسلام سے جگمگا اُٹھا۔ اور قریباً ایک تہائی آبادی اس سے منور ہو گئی۔ اور دوسرے لوگ بھی اثر پذیر ہونے سے باز نہ رہ سکے۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ جو لوگ ابھی تک نہایت کوشش سے اس سے دور رکھے جا رہے تھے۔ وہ بھی نہایت بے تابی کے ساتھ اپنی موجودہ حالت سے عدم طمانیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ بلکہ بہت حد تک اپنی سابقہ جگہ کو چھوڑ کر اسلام کی طرف پیش قدمی کر چکے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ موجودہ ہندو دھرم آج اپنی ابتدائی صورت میں دکھائی دے رہا ہے۔ خدا جانے اس وقت تک اس میں کتنے تغیرات ہوئے۔ اور کیا کیا انقلابات آئے۔ لیکن تھوڑے سے عرصہ میں ہماری آنکھوں کے سامنے جو جو تبدیلیاں اس میں ہوئی ہیں وُہ بتا رہی ہیں۔ کہ اس وقت صرف لفظ "ہندو" باقی ہے۔ وگرنہ تمدن۔ معاشرت۔ تہذیب بلکہ مذہب تک پر اسلامی رنگ چڑھا ہوا نظر آرہا ہے۔ شرک سے بیزاری۔ بُت پرستی سے نفرت۔ دعا کی قبولیت کا اقرار۔ نکاح بیوگان۔ طلاق۔ گوشت خوری۔ رشتہ داروں میں شادی۔ غرضیکہ کہاں تک شمار کیا جائے۔ جدھر بھی نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ اسلامی ارشادات ہی کارفرما نظر آتے ہیں۔ ہاں فرق صرف اتنا ہے۔ کہ بجائے اسلامی تعلیم کے اصلاح کا نام رکھ کر انہیں اختیار کیا جاتا ہے۔ اور اختیار کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی بجائے ہندو کہتے ہیں۔ لیکن جو طاقت دلوں کے اندر اپنا گھر کر چکی ہو۔ اس کے سامنے ایسے رکیک پردے کہاں تک ٹھیر سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ نام بھی آہستہ آہستہ مٹ رہا ہے۔ بھائی پرمانند کا اخبار ہندو ۲۴ اکتوبر لکھتا ہے۔ کہ احمد آباد کے نوجوانوں نے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ وُہ اپنے آپ کو ہندو نہ کہا کریں۔ بلکہ ہندی کہا کریں۔ اور خود "دیوتا سروپ" فرماتے ہیں:-

"ہندو نوجوانوں کے اندر لامذہبی کی سپرٹ پیدا ہو رہی ہے ...... جو ممبر بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ جنیو اور چوٹی کو تلانجلی دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں...... بعض بڑے بڑے عمر رسیدہ ہندو کہہ دیتے ہیں۔ کہ مذہب یونہی ایک نکمی اور فضول چیز ہے۔ جب تک مذہب کا غلبہ نہ دُور ہوگا۔ ہمارے اندر کبھی شانتی یا امن چین نہیں آئے گا" (آریہ ویر ۲۴ راکتوبر)

ایک اور آریہ مہاشہ کی شہادت بھی اس کے متعلق سُن لیجئے جو لکھتے ہیں:-

"آج آریہ جاتی کے لئے سنکٹ کا سمے ہے۔ اس کے نوجوان اس سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں...... ایشور میں واشواش نہیں رکھتے۔ برہمچریہ کی عظمت بھلا بیٹھے ہیں...... دھرم کے نام سے ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ ساہتیہ کے پڑھنے کا شوق نہیں رہا" (آریہ ویر ۲۴ راکتوبر)

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ ہندو نوجوانوں میں اپنے مذہب سے بیزاری کا جذبہ روز افزوں ہے۔ حتیٰ کہ اس کے نام تک سے انہیں نفرت پیدا ہو رہی ہے۔ جس کا صاف اور واضح الفاظ میں یہی مطلب ہے۔ کہ ان کے ترقی یافتہ دماغ ہندو فلسفہ اور ہندو رسوم سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ اور وُہ اس عدم اطمینان کی حالت سے نکلنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اگرچہ ہزارہا سال کی غیریت اور مادُف ذہنیت کے باعث صاف طور پر اسلام سے اپنا دامن وابستہ کرنے پر آمادگی کا اظہار نہیں کرتے لیکن اقوام کی ذہنیتوں اور خیالات میں انقلاب اسی طرح آہستہ آہستہ ہوا کرتا ہے۔ اور ہمیں کامل امید ہے۔ کہ جس طرح ہندو قوم اپنے تمدنی اور معاشرتی امور میں اسلامی احکام کی پابند ہوتی جاتی ہے۔ اسی طرح وُہ دن بھی دُور نہیں۔ جب یہ نام کا اختلاف بھی مٹ جائے گا۔ اور تمام ہندوستان اسلام کی روشنی سے جگمگا اٹھے گا۔

اس ضمن میں مسلمانوں کو بھی اپنے فرض کو پُورا کرنا چاہیئے۔ اور پوری ہمت اور کوشش سے کام لے کر پیغام اسلام ہندو نوجوانوں تک پہونچانا چاہیئے۔ ان کے قدم اکھڑ چکے ہیں۔ دل غیر مطمئن ہیں۔ اور وُہ اپنی حالت پر ہرگز قانع نہیں۔ ایسی صورت میں اسلام کا رُوح افزا اور جان بخش پیغام ہی ان کے لئے تسکین قلب کا کام دے سکتا ہے۔

اسلام کی جڑیں مضبوط ہو رہی ہیں

بھائی پرمانند صاحب المعروف "دیوتا سروپ" نے مذکورۃ الصدر مضمون میں جہاں اس امر کا نہایت جرأت سے اعتراف کیا ہے۔ کہ ہندو مذہب ہندو نوجوانوں سے رخصت ہو رہا اور روز بروز روبہ تنزل ہے۔ وہاں یہ بھی مان لیا ہے۔ کہ متعصب اور نادان ہندوؤں کی سر توڑ کوششوں کے باوجود مذہب اسلام کی جڑیں ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوتی جا رہی ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:-

"مذہب کے خلاف تقریریں کرنے والے ہندو لیڈر ہندو نوجوانوں کے دلوں سے تو مذہب کا اثر مٹا سکتے ہیں لیکن

کوئی مسلمان ان کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ اور جو مسلمانو کے لیڈر ہیں۔ وہ کبھی پبلک میں یا پرائیویٹ طور پر مذہب کے خلاف ایک کلمہ تک نہیں کہہ سکتے۔ برخلاف اس کے جہاں کہیں انہیں موقع ملتا ہے۔ وہ مذہب کی اور خاص کر مذہب اسلام کی مدح سرائی کرتے رہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ملکی لیڈر جس مذہب (اسلام) کو مٹانا چاہتے ہیں۔ ان کی کوششوں کی بدولت اسی مذہب کی جڑیں یہاں پر زیادہ مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔ جتنا نقصان ہوتا ہے۔ ہندو دھرم کو ہوتا ہے ؎ (آریہ ویر ۲۴۔ اکتوبر)

عام طور پر مسلمانوں کا اپنے مذہب کے خلاف کوئی بات سننے کے لئے تیار نہ ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے۔ کہ ان کے دل اپنے مذہب کی طرف سے بالکل مطمئن ہیں۔ اور انہیں اس میں کوئی ایسی کمی نظر نہیں آتی۔ جو ان کے اندر مذہب کے خلاف بے چینی یا ہلچل پیدا کر سکے۔ اور مسلمان لیڈروں کا اپنے مذہب کے خلاف ایک کلمہ تک نہ کہہ سکنا۔ بلکہ "جہاں کہیں انہیں موقعہ ملے" "اسلام کی مدح سرائی کرنا" اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ وہ اسے تمام عیوب سے منزہ اور اس قدر دلآویز پاتے ہیں۔ کہ اسے دوسروں کے سامنے پیش کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ نہ کہ ہندوؤں کی طرح مذہب کو اس خوف سے چھپاتے ہیں۔ کہ اس کا ذکر کر کے سوائے ندامت اور شرمساری کے کچھ حاصل نہ ہوگا ؎

بھائی پرمانند صاحب کا یہ فرمان کہ ملکی لیڈر جس مذہب کو مٹانا چاہتے ہیں۔ ان کی کوششوں کی بدولت اس مذہب کی جڑیں یہاں پر زیادہ مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔ اور جتنا نقصان ہوتا ہے وہ صرف ہندو دھرم کو ہوتا ہے! جہاں اسلام کے نادان معاندین کے لئے اپنے اندر بہت کچھ سامان بصیرت رکھتا ہے۔ وہاں مسلمانوں کو بھی اس بات سے آگاہ کرتا ہے۔ کہ ہندو لیڈر اسلام کے خلاف منظم کوشش کر رہے ہیں۔ اور اسے مٹانا اپنا فرض سمجھتے ہیں! بے شک اس وقت تک کی ان مخالفانہ کوششوں کے باوجود اسلام ترقی کر رہا اور ہندو دھرم اس کے آگے سرنگون ہو رہا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا ہاتھ ہے۔ اور وہ اسے زندہ رکھ کر تمام ادیان باطلہ کو مٹانے کا فیصلہ کر چکا ہے لیکن مبارک ہیں۔ وہ جو اس میں حصہ لے کر اپنے لئے دین و دنیا کی بہتری کے سامان مہیا کر لیں ؎

علم دین کی میت لاہور میں دفن کرنیکی اجازت

میاں علم دین کی میت کے متعلق حکومت نے خلاف دانش رویہ اختیار کر کے مسلمانوں میں جو سخت ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ وہ مسلمان لیڈروں کے بر وقت دخل دینے اور گورنمنٹ کے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر کے لاش مسلمانوں کے حوالے کر دینے پر آمادگی ظاہر کرنے سے فرو ہو گیا۔ گورنمنٹ اگر پہلے ہی غلط قدم اٹھانے کی بجائے قیام امن کے متعلق اسی قسم کے شرائط لگا دیتی۔ جو اب اس نے پیش کئے ہیں۔ تو مسلمان بخوشی انہیں منظور کر لیتے۔ کیونکہ ان کی نیت کسی قسم کا فساد پیدا کرنے اور بدامنی پھیلانے کی نہ تھی۔ بلکہ وہ تو ایک ایسے شخص کے متعلق جسے کروڑوں انسانوں کے ہادیؐ کی شان میں بدزبانی کرنے والے کے قتل کے جرم میں سزائے موت دی گئی تھی۔ اپنا آخری انسانی اور مذہبی فرض ادا کرنا چاہتے تھے۔ جس میں دست اندازی کا کسی حکومت کو حق حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ کی طرف سے جو بھی شرائط پیش ہوئے۔ مسلمانوں نے باوجود اس کے کہ میت کو حاصل کرنے کے لئے انتہائی کارروائی کرنے پر تلے ہوئے تھے اور اس غرض کے لئے میانوالی جانے والا پہلا گروہ اپنے بستر باندھ کر بیٹھوں پر اٹھا چکا تھا۔ حکومت کے شرائط کو فوراً مان لیا

اچھا ہوا گورنمنٹ کو اب بھی سمجھ آ گئی۔ اور ایک ایسا معاملہ جو نامعلوم کس قدر طول کھینچتا۔ اور کتنے دردناک نتائج کا موجب بنتا۔ ختم ہو گیا ؎

ہندوستانی طلباء کی علمی تہی دستی

سر فلپ ہارٹوگ نے جو سائمن کمیشن کی تعلیمی تحقیقاتی کمیٹی کے چیئرمین رہ چکے ہیں۔ حال میں یونیورسٹی کانفرنس میں ایک معنی خیز لیکچر "کتب اور ہندوستانی طلباء" کے عنوان سے دیا۔ آپ نے بیان کیا۔ سب سے اول میں نے ۱۹۱۷ء میں ہندوستانی یونیورسٹیوں کا معائنہ کیا۔ اور مجھے معلوم ہوا۔ کہ ان کے زیر مطالعہ کتب کی تعداد بہت قلیل ہے۔ اور اب میں نے دیکھا ہے۔ کہ یہ حالت بدستور ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستانی طلباء میں تعلیمی اور عام معلومات کی خطرناک طور پر کمی ہے۔ اور باوجود سخت محنت اور کوشش اور صرف زر کثیر کے ہندوستانی طلباء زیور علم سے عام طور پر تہی داماں ہی نظر آتے ہیں ؎

سر ہارٹوگ نے اس کوتاہی کا ذمہ وار درسگاہوں کے معلمین کو ٹھیرایا ہے۔ کیونکہ پروفیسر اور اساتذہ اپنے طلباء کو ہر سبق کے متعلق نوٹ لکھوا دیتے ہیں۔ جو امتحان میں وقتی کامیابی کے لئے عموماً مفید ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن اس طرز تعلیم کا خطرناک نقص یہ ہے۔ کہ طلباء مختلف مباحث کے متعلق مختلف کتب کا مطالعہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور اس لئے ان کے دماغ کی نشو ونما اور پوری طرح ارتقاء نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی خاص استعداد یا قابلیت ان میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں اس سے یہ بھی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ کہ دوسرے شخص کی زبان۔ الفاظ۔ خیالات اور رجحانات کا طالب علم کو حافظ ہونا پڑتا ہے۔ اور طالب علم کی تمام قوت جاذبہ ایک شخص کی ذاتی رائے کے اندر جذب ہو کر رہ جاتی ہے

سر ہارٹوگ کی رائے سے کوئی شخص اختلاف نہیں کر سکتا لیکن اس کی ذمہ واری محض اساتذہ پر عائد نہیں ہو سکتی ہندوستانی یونیورسٹیوں کی طرف سے نصاب اور تعلیم کی طرز ہی ایسی رکھی گئی ہے۔ کہ اگر طلباء کو آزادانہ طور پر وسعت مطالعہ کے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔ تو وہ ایسے نصابات کی موجودگی میں مقررہ امتحانوں میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اور ہر ادارہ تدریس کی کامیابی کا معیار اس کے کامیاب ہونے والوں کی تعداد پر منحصر ہے۔ پس یونیورسٹیوں کے اس رویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے معلمین مجبور ہیں۔ کہ طلباء کی امتحان میں کامیابی کو ہر چیز پر ترجیح دیں۔ اس تعلیمی پستی کا ازالہ کلیتہً یونیورسٹیز اور حکومت کے ردو بدل اصلاح سے ہی ہو سکتا ہے ؎

ہند لیڈر وائسرائے کے اعلان پر

ہندوستان کے آئندہ کانسٹی ٹیوشن کے متعلق وائسرائے ہند کے اعلان کے ساتھ ہی ایک آواز بڑے زور کے ساتھ فضاء ہند میں گونجتی سنائی دے رہی ہے۔ اس اعلان میں بالصراحت یہ بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ وقت آنے پر ملک معظم کی حکومت برطانوی ہند کی مختلف پارٹیوں اور مختلف مفادات کے نمائندوں نیز دیسی ریاستوں کے نمائندوں کو طلب کرے گی۔ لیکن ہندو لیڈروں نے جن میں قریباً سب بڑے بڑے مدعیان قوم پرستی شامل ہیں۔ اس اعلان کے جواب میں جو اظہار رائے کیا ہے۔ اس میں اس امر پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ کہ مجوزہ گول میز کانفرنس میں ترقی یافتہ سیاسی جماعتوں کو پر اثر نمائندگی دی جائے۔ اور اس کے ساتھ خود ہی اس بات کا بھی فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ انڈین نیشنل کانگریس ہی چونکہ سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے، اس لئے اسے غالب نیابت ملنی چاہیئے ؎

اس بات کا پروپیگنڈا اس زور شور سے کیا جا رہا ہے کہ خطرہ ہے۔ حکومت اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے گی۔ اور اگر خدانخواستہ ہندو اس کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ اور مجوزہ کانفرنس میں غالب نمائندگی انڈین کانگریس کو حاصل ہو گئی۔ تو اس صورت میں مسلمانوں کو اپنے حقوق کے حصول کے متعلق تمام امیدیں اپنے دل سے نکال دینی پڑیں گی۔ کیونکہ گذشتہ کئی سال سے انڈین کانگریس نے جو رویہ مسلمانوں کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اسلامی حقوق کی پامالی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جائیگا۔ اور بعید نہیں نہرو رپورٹ کو ہی بطور دستور اساسی تسلیم کرانے کی کوشش کی جائے ؎

ہندوؤں کی موقعہ شناسی اور بر وقت منظم طریق سے کوشش کرنے کے نتائج مسلمان بارہا دیکھ چکے ہیں۔ اور اگر حسب دستور وہ اب بھی خاموشی سے بیٹھے رہے۔ اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے مجوزہ کانفرنس میں اپنی مؤثر اور صحیح نیابت کا متحدہ جد و جہد سے انتظام نہ کیا۔ تو غالباً ان کے لئے اس کے بعد کچھ کرنے کا موقعہ شاید مشکل سے ہی مل سکے گا ؎

مسلمانوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ ابھی سے ایسے انتظامات میں لگ جائیں جو ان کی پوری اور صحیح نمائندگی کے لئے ضروری ہوں۔ اور حکومت کو اچھی طرح آگاہ کر دیں۔ کہ وہ اسی نمائندگی کو قبول کرینگے۔ جسے وہ خود تجویز کریں

تعدد ازدواج کے خلاف ہندوؤں کی جد و جہد

شاردا ایکٹ کے بعد ہندوؤں نے معاً تعدد ازدواج کو گورنمنٹ کے قانون کے ذریعہ رکوانے کی کوشش شروع کر دی ہے چنانچہ پنجاب برہمو سماج نے اپنی سوشل کانفرنس میں جن امور پر غور کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ تعدد ازدواج کی ممانعت ہونی چاہئے۔ اور دوسرے یہ کہ عمر میں تفاوت رکھنے والے جوڑوں کی شادی نہ ہو۔

اگر ہندو ان امور کو اپنے تک ہی محدود رکھیں۔ تو مسلمانوں کو اس بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن شاردا بل کا تلخ تجربہ ابھی بالکل تازہ ہے۔ اس بل کی تجویز محض ہندوؤں کے لئے ہوئی تھی۔ لیکن آخر مسلمانوں کو بھی باوجود ان کی بڑی کثرت کی مخالفت کے اس میں لپیٹ لیا گیا۔ اب بھی اگر تعدد ازدواج اور عمر میں تفاوت کے خلاف کوئی قانون بناتے وقت مسلمانوں پر بھی اسے عائد کیا گیا تو یہ صریح طور پر مسلمانوں کے مذہب میں مداخلت ہوگی۔ جسے مسلمان کسی صورت میں بھی برداشت نہ کرینگے۔

اس قسم کے خطرہ نے جس کے آثار ابھی سے ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں اس بات کی ضرورت بہت زیادہ واضح کر دی ہے۔ کہ مسلمان شاردا بل کے خلاف پُر اثر طریق عمل اختیار کریں۔ اور اس وقت تک دم نہ لیں۔ جب تک اس کی پابندی سے مسلمانوں کو مستثنےٰ نہ کر دیا جائے۔

غیر آریہ اور وید

آریہ دوستوں کو جو دن رات ویدک دھرمی رواداری کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ویدک رواداری صرف آریوں تک ہی محدود ہے۔ غیر آریوں کے لئے وید میں خطرناک احکام موجود ہیں۔ تو اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے۔ کہ ویدوں نے دنیا کے امن و امان کو ہزارہا سال تک برباد کیا۔ بدھ مذہب والوں اور جینیوں کو دیس نکالا دیا۔ اور ان میں سے ہزاروں لاکھوں کو تہ تیغ کیا۔ ہم گذشتہ واقعات کی بناء پر یہ کہنے کے لئے مجبور ہیں۔ کہ وید اور ستیارتھ پرکاش (جس میں ویدوں کی تعلیم کو نمایاں کیا گیا ہے) کی موجودگی میں رواداری اور اخوت بالکل ناممکن اور محال ہے۔ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کے آریہ گزٹ میں وید امرت کے ماتحت ایک وید منتر کا ترجمہ اس طرح درج کیا گیا ہے۔

"پربھو! ہم پر کرپا کرو۔ اور ہمارے دشمنوں کو کمزور بناؤ۔ ... پربھو! ہمارے دشمنوں کی طاقتیں توڑ دیجئے"!

کیا غیر آریوں کے متعلق وید میں اس قسم کے احکام رواداری کی تعلیم ہے؟

اسی طرح پنڈت دیانند نے بھی ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے "اپنے دشمنوں کو ہمیشہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرو۔"۴۴

اشارات

مولوی ثناء اللہ اپنے اخبار اہلحدیث کی "طول عمری" پر اظہار مسرت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس مدت دراز میں اس کی روش کیا رہی! ناظرین کو بتانے کی حاجت نہیں۔ سخت کلامی۔ بدلگامی۔ دل آزاری کے جملہ طریق سے اس کو پرہیز رہا" (اہلحدیث یکم نومبر ۱۹۲۹ء)

مولوی صاحب کے اس دعویٰ کے متعلق ہم سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ جو عالم الغیب خدا نے فرمایا ہے۔ انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بایٰت اللہ۔ اولئک ھم الکاذبون۔ کہ جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہی افترا کیا کرتے ہیں۔ اور وہی جھوٹے ہیں۔

مولوی صاحب کے اس دعویٰ کی صداقت معلوم کرنے کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف اسی سال کے اہلحدیث کا فائل دیکھ لینا کافی ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ اور اسکے مقدس بانی کے متعلق جس قدر سخت کلامی کی گئی ہے۔ اس میں سے مشتے نمونہ ملاحظہ ہو۔

"جھوٹا پہلے مرگیا" اہلحدیث ۱۶ر نومبر ۱۹۲۶ء۔ "مخش اور ہزلیات لکھنے والا" (اہلحدیث ۲۵ جنوری ۱۹۲۹ء) "تحریک مرزا کی بنیاد افتراء علی اللہ۔ افتراء علی الرسول پر ہے" ۱۰ر مئی ۱۹۲۹ء "نبی قادیانی کا حال ملاحظہ فرمائیں۔ کہ تمام تصانیف دیکھیں۔ سب میں سب و شتم اور لعنت کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ غرضکہ نبی کیا ہے اچھا خاصہ عزرائیل ...... اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ صرف مخالفوں نے اس کے دلائل کو توڑا۔ یا پیشگوئی کو غلط ثابت کیا۔ تو وہ عاجز ہو کر بازاری گفتگو اور فحش کلامی پر اتر آیا" ۱۳ر ستمبر ۱۹۲۹ء۔ "مرزائی بھی ہندو ہیں" ۲۶ر اپریل ۱۹۲۹ء

مولوی ثناء اللہ صاحب بتائیں۔ ایک مذہبی جماعت کے امام و پیشوا کے متعلق یہ کہنا۔ کہ وہ "مخش اور ہزلیات لکھنے والا" "جھوٹا پہلے مرگیا"۔ "وہ عاجز ہو کر بازاری گفتگو اور فحش کلامی پر اتر آیا" اس جماعت کی دلآزاری نہیں۔ تو اور کیا ہے کیا اسی کا نام "دل آزاری کے جملہ طریق سے پرہیز" ہے۔

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

عیسائی اخبار نور افشاں (۱۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء) لکھتا ہے "دین اسلام نے یہودیت اور مسیحیت سے نور حاصل کیا ہے"

اس کے مقابلہ میں غیر مقلدین کے سردار مولوی ثناء اللہ اپنے اخبار اہلحدیث (۱۵ر فروری ۱۹۲۹ء) میں مخالفین اسلام کی تقلید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مرزا صاحب پنجابی نبی نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں۔ یہ بہاء اللہ ایرانی سے نقل کئے ہیں"۔

ان دونوں حوالوں کو پڑھ کر کذٰلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار کی "طول عمری" پر اظہار مسرت کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہی ایک رنج کا بھی ذکر کیا ہے چنانچہ لکھا ہے۔

"اخبار اہلحدیث کی عمر کا ستائیسواں سال ہے۔ مگر اہلحدیث کو باوجود اس طول عمری پر مسرت ہونے کے ایک بات کا رنج بے شک رہا۔ کہ اس کی اشاعت جیسی چاہئے تھی۔ نہ ہوئی"

لیکن ہمارے نزدیک مولوی صاحب کو اپنی "طول عمری" پر بھی مسرت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم۔ انما نملی لھم لیزدادوا اثماً ولھم عذاب مھین۔ کہ کافر اس "طول عمری" کو جو ہم انہیں دیتے ہیں۔ اپنے لئے بہتر نہ خیال کریں۔ ہم ان کو مہلت (لمبی عمر) صرف اس لئے دیتے ہیں۔ تاکہ وہ گناہ میں اور زیادہ ہوں۔ اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب مقدر ہو چکا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب خود بھی اس ارشاد الٰہی کی صداقت کا اعتراف اس طرح کر چکے ہیں۔

"قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ ..... خدا تعالےٰ جھوٹے دغا باز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔" (اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

عدم تعاون کی تحریک کے جوبن کے دنوں میں گاندھی جی نے پوری کوشش کی۔ کہ مسلمانان ہند کی واحد قومی درسگاہ علی گڑھ یونیورسٹی کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ کئی بار کئی رنگ میں اس پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن بعض سخت جان مسلمانوں نے ان کا اور ان کے چیلوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور آج ہم یہ سن رہے ہیں۔ کہ گاندھی جی نے نہ صرف اسی یونیورسٹی کے یونین ہال میں طلبا یونیورسٹی کے

---

۴۴ جب تک اس قسم کے احکام دینے والی کتابیں موجود ہوں۔ دنیا میں حقیقی رواداری اور اخوت کا قیام کس طرح ممکن ہے ہم آریوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے مذہب کی اس تنگدلی اور مبنی بر تعصب تعلیم پر ٹھنڈے دل

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

شاردا ایکٹ اور جمعیتہ العلماء ہند

(۵ نومبر بعد نماز عصر)

ایک صاحب نے دریافت کیا۔ شاردا ایکٹ کے متعلق جمعیتہ العلماء نے جو جلسہ کیا ہے۔ اس میں شمولیت کیلئے جماعت احمدیہ کو بھی دعوت دیگئی ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ جمعیتہ العلماء والے تو کسی اور کو عالم سمجھتے ہی نہیں۔ وہ ہماری جماعت کو کیوں بلانے لگے تھے۔ ایک خیال کے چند لوگوں نے تو دہی اپنے آپ کو علماء قرار دے لیا۔ خود ہی ایک جمعیتہ بنالی۔ اور خود ہی اس کا نام جمعیتہ العلماء ہند رکھ لیا۔ اور تمام ہندوستان کے علماء کے قائم مقام بن بیٹھے۔ ورنہ ہندوستان کے علماء نے کب انہیں منتخب کیا۔ اور کب مسلمانان ہند کی نمائندگی ان کے سپرد کی قرآن کریم نے تو علماء کا معیار ہی اور قرار دیا ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کہ علماء وہ ہیں جن میں خشیت اللہ پائی جائے لیکن اب تو عالم وہ سمجھا جاتا ہے جو خود مولوی کہلائے اور جسے اپنے علم کا گھمنڈ ہو ٭

اصل میں نمائندگی کا جو طریق پہلے اسلام نے رکھا تھا اور جسے اب مسلمان چھوڑ چکے۔ لیکن یورپ نے اسے لے لیا ہے اس کے بغیر نمائندگی ہو ہی نہیں سکتی۔ اسلام نے یہ رکھا ہے کہ ہر علاقہ کا ایک نظام ہو۔ اور اس نظام کے ذریعہ نمائندے منتخب کئے جائیں۔ اگر اس طریق کے مطابق ہر علاقہ کے علماء کا نظام مقرر کیا جاتا۔ اور پھر انہیں کہا جاتا۔ کہ اپنے اپنے نمائندے منتخب کرو۔ اور ایسے منتخب علماء کی جمعیتہ بنائی جاتی تو اس صورت میں جمعیتہ العلماء کی حقیقت معلوم ہو جاتی۔ کہ یہ جمعیتہ العلماء ہند ہے یا جمعیتہ علماء دہلی یا امرتسر۔ اور اگر جمعیتہ العلماء ایسے زعماء سے مرتب کی جائے۔ اور پھر وہ ملکر کوئی آواز بلند کرتے۔ اور کہتے ہمارے علاقہ کے مسلمان یہ چاہتے ہیں۔ تو ان کی آواز کا کوئی اثر بھی ہوتا۔ لیکن موجودہ صورت میں جمعیتہ العلماء کی آواز کا کوئی اثر نہیں۔ آپ ہی اپنا نام عالم رکھ لیا۔ اور آپ ہی جمعیتہ العلماء میں شامل ہو گئے۔ نہ کوئی نظام ہے نہ انتظام۔ نہ اتحاد ہے۔ نہ اتفاق ایسی جمعیتہ العلماء ہند چھوڑ اگر جمعیتہ العلماء دنیا بھی ہو۔ تو اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے ٭

علم دین کی لاش

علم دین کی لاش کے متعلق ذکر پر فرمایا۔ گورنمنٹ نے یہ بہت برا کیا ہے کہ علم دین کی لاش مسلمانوں کو نہیں دی۔ اس سے فساد بڑھے گا۔ جب ایک شخص مرگیا اور قانون کی حد ختم ہو گئی۔ تو اس سے آگے قدم بڑھانا فتنہ پیدا کرتا ہے۔ یہ بہت ہی نا معقول حرکت ہے جو گورنمنٹ سے سرزد ہوئی ہے تو خواہ مخواہ مسلمانوں کو چڑانے والی بات ہے۔ پھر اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنے دیا گیا۔ حالانکہ یہ ہر مسلمان کا مذہبی حق ہے جس سے محروم کرنا بہت بے ہودہ بات ہے ٭

مسلمان اور سیاسیات

فرمایا مسلمانوں کا ارادہ سیاسیات کے متعلق کچھ کرنے کا معلوم نہیں ہوتا۔ ایک لاہور جاکر میں نے پتہ لگایا۔ تو معلوم ہوا کہیں زندگی دکھائی نہیں دیتی۔ مردنی چھائی ہوئی ہے۔ ہاں اتنا ہے کہ انہیں اپنی اس حالت کا احساس ضرور ہے ایک معزز مسلمان نے کہا۔ اب تو کوئی انسان پیدا ہی ہو گا۔ تو مسلمان بچ سکیں گے۔ میں نے کہا پیدا تو ہوا تھا۔ مگر مسلمانوں نے پہچانا نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ انہیں کسی ایسے انسان کی ضرورت ہے جس کے ہاتھ پر جمع ہو سکیں ٭

(۷ اکتوبر بعد نماز عصر)

لحم البقر کی دوکان

میر سلام خان صاحب پٹھان سے فرمایا۔ ذبیحہ گائے کے متعلق آپ کے پاس کوئی اور اطلاع آئی ہے یا نہیں۔ اس نے عرض کیا۔ اب تو کوئی اطلاع نہیں آئی۔ حضور نے فرمایا۔ فی الحال مذبح کی اجازت ملتوی ہے۔ دوکان کی نہیں آپ کی دوکان جاری ہے یا نہیں۔ اس نے عرض کیا جاری ہے ٭

ایک قدیمی کتاب کی پیشگوئی

حضرت مولوی شیر علی صاحب نے ایک عربی کتاب شمس المعارف مطبوعہ مصر پیش کی۔ کہ اس میں حضور کے شام جانے کے متعلق پیشگوئی ہے۔ یہ کتاب سنہ ۶۶۲ ہجری کی تصنیف ہے اس میں لکھا ہے:۔

ویظهر فی السماء عظیم نجم — لہ ذنب کمثل السیم عال

فتلک دلائل الافرنج حقا — ستملک للسواحل والقلال

وعکا سوف یحلوها جیوش — کما تحلو الغیوم علی الجبال

ومحمود سیظهر بعد هذا — ویملک الشام بلا قتال

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یورپ کی قومیں سارے ممالک میں پھیل جائینگی اور عکہ پر بھی لشکر کشی ہوگی۔ یہ بھی پیشگوئی ہے کہ اس زمانے میں ڈاڑھیاں کثرت سے منڈائی جائینگی پھر ایک شخص محمود نام ظاہر ہوگا جو شام کو بغیر لڑائی کے فتح کرے گا ٭

فرمایا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ بیس سال لکھا ہے۔ یکون مقامه عشرین عاما۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ بعثت پورا بیس سال بنتا ہے۔ یہ تو گویا یقینی کتاب نکل آئی۔ کتاب کشف الظنون میں بھی اس کا ذکر آتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ نے ایک دفعہ اس کے چھپنے کا ذکر فرمایا تھا۔

(بعد نماز مغرب)

اردو زبان

نماز مغرب کے بعد مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا سے فرمایا جو اصحاب سماٹرا سے آئے ہیں انہیں اردو سکھانی چاہیئے۔ اب تو اردو خدا کے مامور کی زبان ہے ہر ملک کے احمدیوں کو سیکھنی پڑیگی۔ بغیر اس کے ان لوگوں کی دین میں ترقی نہیں ہو سکتی۔

زندگی کا بیمہ

مولوی رحمت علی صاحب نے زندگی کا بیمہ کرانے کے متعلق عرض کیا۔ جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا جیسا آدمی کی زندگی کا بیمہ۔ ویسا مکان کا بیمہ۔ دونوں ناجائز ہیں۔ لاٹری کے متعلق فرمایا۔ خالص جوا ہے اسے تو یورپ والوں نے بھی ناجائز لکھا ہے ٭

سودی لین دین

مولوی رحمت علی صاحب نے کہا سماٹرا کے علماء سود کا لین دین کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے انہوں نے ادارے قائم کئے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں قرآن شریف میں اضعافا مضاعفۃ ہے یعنی بڑھ چڑھ کر۔ اور دگنا تگنا سود نہ لو تھوڑا سود بینک والا منع نہیں ٭

حضور نے فرمایا۔ اگر اضعاف کے معنے دگنے کے ہیں۔ تو لکل ضعف کے کیا معنی ہونگے۔ اصل بات یہ ہے عرب میں اس زمانے میں دو قسم کا سود رائج تھا۔ ایک یہ کہ غرباء اپنی اشد ضروریات کے لئے سود دیتے تھے۔ تو ساہوکار اپنی حسب منشاء جس قدر چاہتے سود منوا لیتے۔ بچارے غرباء اپنی ضروریات کی وجہ سے مجبور ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔ کہ سود خواہ تھوڑا ہو یا بہت ہمیشہ بڑھتا ہی رہتا ہے جب تک روپیہ ادا نہ کیا جائے۔ پس اضعافاً مضاعفۃ سے دو چند سہ چند مراد نہیں بلکہ بڑھنا مراد ہے اور لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفۃ کا یہ مطلب ہے کہ ایمان والو سود بالکل نہ لو ٭

دوسرا سود تجارتی کاروبار کے لئے لیا جاتا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ جانتا تھا کہ آخر زمانے میں ایک بینکوں والا سود بھی جاری ہوگا۔ اس کے لئے قرآن شریف میں ایک الگ آیت نازل کی کہ لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ۔ کہ اس طریق سے جو لوگ اپنے اموال بڑھاتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں ٭

لاٹری سے کمایا ہوا روپیہ

مولوی رحمت علی صاحب نے عرض کیا۔ ایک شخص لاٹری کے ذریعہ سے لاکھ روپیہ حاصل کرتا ہے اگر وہ اس میں سے ۲۵ ہزار روپیہ مجھے مدرسہ یا کسی اور نیک کام کے لئے دے۔ تو میرے لئے اس نیک کام پر اس روپیہ کا خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا اگر

احمدی طلباء کیلئے ایک تعلیمی بورڈ

جماعت احمدیہ کی تعلیمی ترقی

عام طور پر ہمارے ملک میں تعلیم یافتہ لوگ بہت ہی کم تعداد میں ہیں۔ یورپ میں ہر ایک شخص مرد ہو یا عورت۔ اپنی زبان میں کم از کم ضرور لکھ پڑھ سکتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں شائد سو میں سے پندرہ شخص ہی ایسے ملینگے جو لکھ پڑھ سکتے ہوں۔ اس لئے جتنا بھی ہندوستان میں تعلیم پر زور دیا جائے تھوڑا ہے احمدیوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تعلیم کا چرچا نسبتاً زیادہ ہے اور جیسا کہ گورنر صاحب پنجاب نے ہمارے ایڈریس کے جواب میں بھی کہا تھا۔ کہ تعلیمی لحاظ سے جماعت احمدیہ کی ترقی حیرت انگیز ہے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ مگر ابھی تک ایک بات کیطرف ہماری جماعت نے کوئی توجہ نہیں کی۔

عقدہ لاینحل

انگریزی اور عربی وغیرہ سیکھنے کا شوق ضرور ہر احمدی میں پایا جاتا ہے۔ مگر ابھی تک مد نظر تعلیم سے یہی ہوتا ہے کہ بی اے یا مولوی فاضل کا امتحان پاس کر لیا جائے اور پھر ملازمت کی تلاش کی جائے۔ ہزاروں طلباء ان امتحانات کو پاس کر کے تلاش روزگار میں سرگردان نظر آئینگے۔ اور جس طرف وہ درخواست بھیجتے ہیں۔ ضرورت نہیں کا جواب فوراً ان کے پاس پہنچ جاتا ہے روز بروز ایسے لوگوں کی تعداد بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے۔ جو ملک اور قوم کے لئے سخت ضرر رساں ہے اس سوال کا حل ایک نہایت ہی مشکل اور عقدہ لاینحل بنتا جاتا ہے۔ پس ایک ترقی کرنے والی قوم کیلئے نہایت ضروری ہے کہ جلد اس طرف توجہ کرے اور کوئی ایسی صورت نکالے۔ کہ جس سے بجائے نقصان کے ملک اور ملت کا فائدہ ہو۔

حل کی صورتیں

اگر غور کیا جائے تو اس کے حل کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ کہ جتنے لوگ بی اے اور مولوی فاضل وغیرہ امتحان پاس کریں۔ ان سب کے لئے ہمارے دفتروں اور مدرسوں وغیرہ میں ملازمتیں مہیا کیجائیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی ملازمتوں کا دائرہ خواہ کتنا ہی وسیع ہو جائے پھر بھی جتنے لوگ سکولوں اور کالجوں سے نکلتے ہیں ان سب کا ان میں کھپ جانا بالکل محال ہے پس ضروری ہے کہ ہم کسی اور طرف بھی توجہ کریں۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ابتدائی تعلیم کے بعد ہمارے نوجوان دیگر ہنر اور فنون کیطرف متوجہ ہوں۔ اور دفتری ملازمت کے علاوہ صنعت و حرفت وغیرہ میں ترقی کریں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کون کس طرف کوشش کرے۔ ہر بچہ اس قابل نہیں ہو سکتا۔ کہ جس طرف بھی اسے لگا دیا جائے۔ اسی طرف وہ کمال حاصل کر لے۔ یا کوئی قابلیت اپنے اندر پیدا کر لے۔ علاوہ ازیں کسی میں ایک قسم کی قابلیت ہوتی ہے۔ اور کسی میں دوسری قسم کی۔ ایک بچہ میں ایک قسم کا مادہ ہے۔ دوسرے میں دوسری قسم کا۔ مثلاً ایک بچہ بہت ممکن ہے۔ کہ اگر علمی اور ادبی رنگ میں ملک کی خدمت کرے تو سلطان القلم بنجائے اور علامہ دہر ثابت ہو۔ لیکن اسے اگر ایک دفتر میں کلرک بنا دیا جائے تو نہایت ہی ناکارہ اور نالائق ثابت ہو۔ اسی طرح ایک شخص اس قابل ہوگا۔ کہ وہ ایک نہایت ہی کامیاب فوجی جرنل ہو سکے۔ اسے اگر کسی فرم کا منیجر بنا دیا جائے تو سارے کاروبار کو تباہ و برباد کر دے۔ غرض یہ نہایت ضروری ہے کہ جو کام جس کے سپرد ہو وہ اس سے کچھ مناسبت بھی رکھتا ہو۔ اور طبعی طور پر کچھ میلان یا لگاؤ بھی رکھتا ہو۔ ورنہ وہ ذاتی طور پر بھی تکلیف اور مصیبت میں ہمیشہ مبتلا رہے گا دوسروں پر بھی بار ہو گا۔ اور ملک کو بھی کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔ پس جب ہماری قوم کا ہر ایک فرد سرکاری ملازمت کا اہل نہیں۔ اور نہ ہر ایک کے لئے گنجائش نکل سکتی ہے۔ اور ہمارا ہر بچہ اس قابل بھی نہیں کہ جس فن اور لائن میں بھی اسے لگا دیا جائے وہ ضرور ہی اس میں کامیاب ثابت ہو گا۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم بچہ کو تعلیم شروع کرانے سے پہلے یا کسی فن اور لائن میں لگانے سے پہلے اسکی ذہنی مناسبت اور قابلیت پر بھی غور کر لیں۔ اور پھر جس طرف اسکی طبیعت کا لگاؤ نظر آئے اس طرف اسے لگا دیں۔ تا وہ زیادہ سے زیادہ نفع رساں وجود ثابت ہو۔

مگر تمام والدین اس بات کی اہلیت نہیں رکھتے کہ وہ اپنے بچے کے میلان کا صحیح طور پر مطالعہ کر کے کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ اس لئے اہل علم کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک و ملت کی خاطر اپنے اوقات کو قربان کر کے ایسے علمی اصول دریافت کریں۔ جن سے ایک بچہ کے قدرتی میلان اور دماغی موزونیت کا آسانی سے اور وقت پر پتہ لگایا جا سکے۔

افسوس ہے آجکل کے لیڈر سیاسیات میں ایسے منہمک ہیں کہ انہیں ایسی باتوں کی طرف توجہ کرنے کا خیال تک بھی نہیں آتا لیکن خوش قسمت ہیں ہم لوگ یعنی احمدی جماعت کے افراد کہ خدا نے محض اپنے فضل سے ہمیں ایک ایسا لیڈر عطا فرمایا ہے کہ جو نہ صرف ہماری روحانی اور اخلاقی ترقی کی فکر میں ہمیشہ مستغرق رہتا ہے بلکہ ہماری ہر قسم کی دنیوی ترقی سے بھی کبھی غافل نہیں ہوتا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا ارشاد

گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب کو یاد ہو گا حضور نے اپنی تقریر میں یہ ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ہمیں ایک ایسا بورڈ مقرر کرنا چاہیئے جس کا یہ کام ہو کہ وہ علمی رنگ میں مطالعہ اور غور کے بعد ایسے اصول دریافت کرے کہ جن سے ایک بچہ کے طبعی میلانوں اور دماغی مناسبتوں کا فیصلہ کیا جا سکے اور پھر ان کے مطابق ہمارے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔

تعلیمی بورڈ کا تقرر

اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشاء کے ماتحت نظارت تعلیم و تربیت مندرجہ ذیل دوستوں کا ایک بورڈ مقرر کرتی ہے:۔

(۱) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔

(۲) چوہدری ابوالہاشم خان صاحب ایم۔ اے انسپکٹر آف سکولز بنگال۔

(۳)۔ مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول مالدا بنگال۔

(۴) قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے لیکچرر گورنمنٹ کالج لاہور

(۵) عبدالرحیم درد

اس بورڈ کے سکرٹری قاضی محمد اسلم صاحب ہونگے۔ قاضی صاحب ابھی کیمبرج سے علم النفس کی اعلےٰ ڈگری حاصل کر کے واپس آئے ہیں۔ اور لاہور میں Experimental Psychology کے لیکچرر ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ علم النفس کی نئی سے نئی تحقیقاتوں سے واقف ہونے کی وجہ سے وہ ہر طرح اس بات کے اہل ہیں کہ انہیں سکرٹری مقرر کیا جائے بورڈ کا یہ کام ہو گا کہ ممبر اپنے اپنے انفرادی مطالعہ کے بعد جو اصول معلوم کریں وہ سکرٹری کے پاس لکھ بھیجیں اور وہ دوسرے ممبروں سے تحریری مشورہ لے کر جن اصول کا فیصلہ ہو ان سے نظارت تعلیم و تربیت کو اطلاع دیں تا ان سب کو اکٹھا کر کے رسالہ کی صورت میں شائع کر کے دوستوں تک پہنچایا جائے۔

بورڈ کی مشکلات

اس بات کا ذکر کر دینا بھی مناسب ہو گا کہ یہ کام نہایت نازک مشکل اور اپنی قسم کا بالکل نیا ہے۔ اس لئے دوست یہ نہ خیال کریں۔ کہ آج یہ بورڈ مقرر ہوا ہے تو کل یا پرسوں یہ ایک معمولی کمیٹی کی طرح چند منٹ بیٹھ کر ایسے اصول دریافت کر کے احباب کے سامنے پیش کر دیگا جو مفید ہوں۔ ممکن ہے کہ ایک لمبے عرصہ کی تحقیقات کے بعد یہ بورڈ کوئی اصول پیش کر سکے۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا اس بورڈ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے منشاء کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

...میں منگا کر دیہاتی لوگوں میں تقسیم کریں۔ تو بہت مفید ہو۔

خواتین کو مجلس مشاورت میں حق نمائندگی ملنا چاہئیے

۷ نومبر طلباء جامعہ احمدیہ کی دو پارٹیوں میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی۔ کہ مجلس مشاورت میں خواتین کو حق نمائندگی ملنا چاہئیے۔ یا نہیں۔ وہ پارٹی جو خواتین کو یہ حق دیئے جانے کی مؤید تھی۔ اس کی طرف سے حسب ذیل مضمون پڑھا گیا دوسری پارٹی کا مضمون اگلے پرچہ میں شائع کیا جائے گا۔

خواتین میں بیداری

متنازعہ فیہ مسئلہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ وقت یا بادشاہ وقت کے ماتحت دینی و دنیوی انتظام کیلئے جو کمیٹی مقرر کی جائے اس میں عورتیں بھی شامل ہو کر رائے دے سکتی ہیں یا نہیں۔

سو عرض ہے کہ تمدن سیاست اور شرع کے اصول تقریباً ہر دو نوع پر یکساں حاوی ہیں۔ اگر ایک نوع کو درمیان سے نسیاً منسیاً کیا جائے۔ تو اتحاد و اتفاق کی مضبوط بنا آنِ واحد میں خاکستر کا ڈھیر ہو جاتی ہے۔ اور پھر ایسے وقت میں جبکہ صنف نازک میں یہ روح پیدا ہو گئی ہے کہ ہم میں خداوند کریم اور اس کی قدرت کاملہ نے وہی قویٰ رکھے ہیں جو مردوں میں ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم مرد کے پہلو بہ پہلو رہ کر اعلےٰ ترقی کے منازل طے نہ کریں۔ اور جب یہ مسلم امر ہے کہ صاحب البیت ادری بما فیہ۔ تو ایک عورت اپنے حالات کے مطابق اپنی ضروریات ایک مرد کی نسبت زیادہ اچھی طرح جانتی ہے۔ لہٰذا ہم مردوں کو ان کے حقوق کسی حالت میں نہ دبانے چاہئیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ شریعت کے آداب اور احکام کو ملحوظ رکھیں۔

رسول کریمؐ کے وقت میں عورتیں کیوں مجالس میں شریک نہ ہوئیں

قرآن کریم نے بھی اس اصل کو روز روشن کی طرح واضح کیا ہے۔ امرھم شوریٰ بینھم۔ شاورھم فی الامر یہاں مردوں کی تخصیص کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ وھو باطل۔ کلام الٰہی دونوں پر حاوی ہے جس میں اس بات کی طرف صریح اشارہ ہے کہ اگر کسی خاص وقت میں عورت کی حالت یہ تقاضا کرے کہ اسے مجلسوں میں آنے کی اجازت نہ دی جائے تو جائز ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عورتوں کا مجالس میں آکر رائے پیش کرنا امن عامہ کے خلاف تھا۔ ایک جگہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ کی طرف ہدائت کرتا ہوا فرماتا ہے۔ خلقکم من نفس واحدۃٍ وخلق منھا زوجھا۔ اس میں بتلایا گیا ہے کہ جو قویٰ مرد کو دیئے گئے ہیں وہی عورت کو۔ ہاں انتظامی امور میں مرد کو فضیلت ہے۔ اور اسے حاکم مقرر کیا گیا ہے لیکن مرد کے حاکم ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت بیچاری کو نمائندگی کے جائز حق سے باز رکھا جائے۔ ہاں بعض کام ایسے ہیں جو مردوں سے مخصوص ہیں۔ بعض عورتوں سے مخصوص اور بعض میں دونو مشترک اور نمائندگی من ھذا القبیل ہے

دونوں کا یکساں حق

پس ایک طرف تو شریعت سے بطور اشارۃ النص ایسی آیات بیّنات اور ایسی احادیث صحیحہ ملتی ہیں۔ جیسے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔ کہ اس معاملے میں دونو کا حق یکساں ہے۔ اور دوسری طرف تجربہ اس بات کا شاہد ہے۔ کہ جب تک ہم ان کو یہ جائز حقوق نہ دیں۔ ہماری آپس میں بھی پھوٹ اور دشمنی ممکن سے ممکن طریقوں کو اختیار کر کے ہم کو تباہ و برباد کر دیگی۔ یہاں پر ایک شک وارد ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ تباہی ابھی تک کیوں معرض تاخیر میں رہی۔ اس کا جواب نہایت آسان ہے (۱) پہلے عورتوں میں بوجہ کم علمی کے یہ احساس ہی نہ تھا۔ اب ہو گیا ہے۔ اور یہ اسلام کی برکات میں سے ایک برکت ہے کہ مساوات کا علم بلند کیا گیا۔ ورنہ باقی مذاہب میں جو درجہ عورت کو دیا گیا ہے۔ وہ کسی عاقل اور تاریخ اور کتب قدیمہ سے معمولی واقفیت رکھنے والے پر مخفی نہیں۔ دوسری طرف قانونِ قدرت اور مصلحتِ وقت بیانگ دہل بتا رہا ہے کہ وہ اس کام کی اہل ہیں اور اس ذمہ واری کو باقی کاموں کے علاوہ احسن طریق سے نبھا سکتی ہیں۔ چنانچہ اسبات کی زندہ دلیل یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں یہ پاس ہو گیا ہے کہ آئندہ عورتیں قوم کی طرف سے نمائندہ بن سکتی ہیں اگر ہم ان کو اس جائز حق سے روکیں گے۔ تو اس کا دوسرا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ہم قانونِ قدرت کی سر توڑ مخالفت کرنیوالوں میں سے ہونگے کیونکہ قانونِ قدرت خدا کا فعل ہے اور خدا کا فعل اس کے قول کے مخالف نہیں ہو سکتا۔ اگر ہے تو مجھے امید ہے کہ میرے دوست اپنی باری میں پیش کرینگے۔

تدبیر ملک

اسکے علاوہ تدبیر ملک ایک نیک کام ہے اور ہر وہ انسان جو اپنے پہلو میں دل رکھتا ہے کبھی بھی یہ دیکھ نہیں سکتا۔ کہ اس کا ملک تباہ و برباد ہو جائے اور غیروں کے ہاتھ میں رہے تا اسکی گردن میں تا قیامت یا ایک عرصہ دراز تک غلامی کی زنجیریں پڑی رہیں۔ تو جب یہ نیک کام ہے تو کیا وجہ ہو کہ عورت کو اس نیکی سے روکا جاتا ہے۔ پس چاہئیے کہ ہم سب ہم کو اشتراکیہ صورت میں بسر کریں۔ اور متفقہ طور سے اپنے ملک کی بہبودی کے لئے تجاویز سوچیں اور اس پر عمل پیرا ہو کر حقیقی معنوں میں قوم کے ہمدرد کہلائیں۔

ایسے ہی وہ ملک جس میں ایک نوع کی ایسی بدتر حالت ہو کہ اسے اس جائز اور معمولی حق سے بھی روکا جاتا ہو۔ وہ حقیقی معنوں کے لحاظ سے ترقی یافتہ ملک کہلانے کا مستحق نہیں اب میں وہ واقعات جن سے بطور اشارۃ النص یہ مستنبط ہوتا ہے کہ انکو اس جائز حق سے نہ روکا جائے پیش کرتا ہوں۔

حضرت ام سلمہؓ کا مشورہ

ایک دفعہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب خواب کی بنا پر عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو کفار مکہ نے روک دیا۔ اور جنگ ہوتے ہوتے کچھ شرائط مقرر کر کے صلح ہو گئی۔ وہ شرائط اس قسم کی تھیں جو بظاہر مسلمانوں کے ضعف اور کمزوری پر دال تھیں جن سے طبعی طور پر کئی مسلمان آزردہ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر فرمایا کہ چونکہ شریعت کا حکم ہے کہ جہاں تم روکے جاؤ وہیں قربانی کرو۔ اس لئے فوراً قربانیاں جو ساتھ لائے ہو ذبح کر دو۔ لوگوں نے لیت و لعل کی۔ آپ یہ دیکھ کر حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے اور ساری بات دوہرائی۔ اس وقت انہوں نے کیا ہی سادگی سے حقیقی معنوں میں صحیح مشورہ دیا۔ کہ آپ خود نمونہ بنیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی قربانی ذبح کر دی۔ اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے تمام صحابہ نے اپنی قربانیاں ذبح کر ڈالیں۔

اب غور فرمایئے صنف نازک کے ایک فرد کے معمولی مشورہ سے کیا تغیر آگیا کئی دماغ جو پہلے غصہ کے خیالات سے لبریز تھے۔ محبت کے جذبہ سے معمور ہو گئے سورج اسی طرح چمک رہا تھا۔ مگر محبت کی آنکھ سے دیکھنے والوں کو یوں نظر آیا کہ اسکی روشنی خوبصورتی سے بھری ہوئی تھی۔ اب ان جان نثاروں کی حرکات خوشی کے ناچ کے مشابہ معلوم دیتی تھیں۔

حضرت حفصہؓ کی رائے

دوسرا واقعہ جو تاریخ الخلفاء میں درج ہے۔ ملاحظہ ہو عن ابن جریج۔ قال اخبرنی من اصدق ان عمر بینما یطوف اذ سمع امرأۃ تقول۔ تطاول ھذا اللیل واسود جانبہ۔ وارقنی ان لا خلیل الاعبہ فلولا حذر اللہ لاشئ مثلہ لزعزع من ھذا السریر جوانبہ۔ فقال عمر مالکِ۔ فقالت اغربت زوجی منذ اشھرٍ وقد اشتقت الیہ۔ قال اردتِ سوء۔ فقالت معاذ اللہ قال فامسکی علیکِ نفسکِ فانما ھو البرید الیہ فبعث الیہ۔ ثم دخل علیٰ حفصۃ۔ فقال انی اسالکِ عن امرٍ قد اھمنی فافرجیہ عنی کم تشتاق المرأۃ الیٰ زوجھا فخفضت راسھا واستحیت فقال ان اللہ لا یستحی عن الحق۔ فاشارت بیدھا ثلاثۃ اشھر

فاربعة اشھر۔ فکتب عمران لا تحبس الجیوش فوق اربعۃ اشھر۔

اگر اس ایک ہی واقعہ پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ رائے جو حفصہؓ نے حضرت عمرؓ جیسے اولوالعزم خلیفے کے سامنے پیش کی کسی ایک سے تعلق رکھنے والی نہیں۔ دو سے نہیں تین سے نہیں۔ بلکہ تمام ان مسلمانوں سے جو حروب میں حصہ لیتے رہے۔ اور انکی ازواج مطہرات کے متعلق تھی۔

حضرت عمرؓ کو مشورہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں مہر دلہن بہت سختی سے کمی کرانی چاہی۔ مردوں نے سکوت اختیار کرکے اس پر صاد کیا۔ مگر جس نے حضرت عمرؓ کو قائل کر دیا اور بطور نمائندہ منوا لیا۔ کہ مہر بڑھ سکتے ہیں۔ اس صنف نازک کی ہی ایک فرد تھیں۔

ایسے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو اتہام لگایا گیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق صحابہ سے مشورہ لیا تھا۔ اس میں بھی حضرت زینب اور بریرہ سے لیا۔ اور انہوں نے بے روک ٹوک جو صاف صاف بیان تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا۔

ملکہ سبا کا قصہ

قرآن کریم میں ملکہ سبا کا ذکر ہے جب حضرت سلیمان کا پیغام اس کے پاس آیا۔ تو اس نے ایک مجلس شوریٰ منعقد کی اور کہا حضرت سلیمان کا پیغام آیا ہے کہ ہماری اطاعت قبول کرو۔ ورنہ پیغام جنگ دیا جاتا ہے۔ تمام نے متفقہ طور پر رائے دی۔ کہ ہم جنگ کریں گے۔ اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی اطاعت قبول نہیں کر سکتے۔ کیوں۔ اس لئے کہ تکبر اور گھمنڈ کا جن ان کے سر پر سوار تھا۔ اور حضرت سلیمانؑ کی طاقت اور قدرت کا صحیح اندازہ انہوں نے نہ لگایا تھا۔ مگر ملکہ نے انہیں یہ کہہ کر باز رکھا کہ تمہیں چاہیئے کہ صلح کر لو۔ کیونکہ تباہ اور برباد ہو جاؤ گے چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔

تقاضائے وقت

پھر موجودہ وقت یہ تقاضا کر رہا ہے کہ ہم عورتوں کو یہ حق دیں۔ اور ان کو نہ روکیں لیکن اس کے بیان کرنے سے قبل میں ایک تمہید باندھتا ہوں۔ جو چند مقدمات پر مشتمل ہے۔ اور تمام مقدمات یقینی اور مسلمات میں سے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے۔ تم کسی کو آگ اور پانی کا عذاب نہ دو۔ کیونکہ اس قسم کے عذاب دینے کا حق خدا نے اپنے لئے رکھا ہے لیکن اگر ہمارے مخالفین ہم پر آگ برسائیں اور ہمیں وہ پانی میں غرق کرکے تباہ کریں۔ تو بموجب فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم ہم بھی ان پر آگ برسا سکتے ہیں اور ان کو غرق کر سکتے ہیں۔ ایسے ہی اگر مخالفین عورتوں کو نمائندگی کا حق دیکر ہمارے حقوق پر ہاتھ صاف کرنا چاہیں۔ تو ہم ان کا مقابلہ بدیں صورت کر سکتے ہیں کہ ہماری عورتیں بھی نمائندہ بنیں۔ اور اپنے حقوق کی حفاظت کریں۔ اور اپنے صنف کی صحیح ترجمانی کر سکیں۔ ہاں اگر شریعت غرا ہمیں روکے۔ اور انکی نمائندگی کو قرآن میں خلاف مصلحت جانے۔ تو ہم بھی علی کل حال اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن شریعت جب اس معاملہ میں جواز کا درجہ رکھتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے ہم ان کو اس جائز حق سے باز رکھیں۔ جبکہ وہ خود خواہش کرتی ہیں۔ اور سیاسی نقطہ نگاہ سے بھی یہ ضروری ہے۔

جب ان سے مالی امور میں امداد طلب کی جاتی ہے۔ اور انہیں کہا جاتا ہے کہ تم اپنے ان مالوں کو خدا کے راستے میں خرچ کرو۔ تو جس طرح مرد آکر یہ پوچھتے ہیں۔ اور ان کا حق ہے۔ کہ پوچھیں۔ کہ اے ہم سے چندہ منگوانے والو۔ ہمیں مصارف چندہ سے آگاہ کرو۔ جیسا کہ مجلس مشاورت میں سوالات کئے جاتے ہیں۔ تو عورتوں نے کیا قصور کیا۔ کہ وہ نہ پوچھ سکیں۔

خلاصہ کلام

غرض از روئے عقل ونقل یہ بات ثابت ہے کہ عورت کو نمائندگی کا حق دیا جائے۔ کیونکہ یہ بھی انسان ہے اور بحیثیت انسان ہونے کے اگر وہ شرائط جو رائے دہندہ کے لئے ضروری ہیں کہ وہ دیانتدار عاقل۔ اور اپنے مافی الضمیر کو بخوبی ادا کر سکتا ہو۔ اگر پائی جائیں تو ہمارا کوئی حق نہیں کہ ان کو روکیں۔ اور جب واقعات بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ انہوں نے رائے دی۔ اور اس پر عمل پیرا ہو کر کامیابی کا منہ دیکھا گیا۔ تو کیا وجہ ہے اب انہیں اس جائز حق سے باز رکھا جائے۔

کلیات طب جدید

جناب ڈاکٹر حکیم محمد سعید صاحب چودھری احمدی نے جو ایک خاندانی طبیب ہونیکے علاوہ جدید حکمت کے تمام شعبوں سے بخوبی آگاہ ہیں نہایت محنت کے ساتھ چار سو صفحوں کی ایک ضخیم کتاب بنام "کلیات طب جدید" شائع کرکے ملک اور قوم کی بڑی خدمت سرانجام دی ہے میری رائے میں اس کتاب کا نام کلیات طب قدیم وجدید ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے کہ اس میں جناب حکیم صاحب موصوف نے زمانہ قدیم کے محققین طب کے اقوال کا بھی ضروری موقعوں پر ذکر کرکے موجودہ زمانہ کے محققین طب مثلاً ڈاکٹر کاخ وغیرہ تک کی تحقیقات قلم بند کر دی ہے۔ اور بہت سے جلیل القدر ڈاکٹروں کے تجارب جو انسانی صحت کے قیام کے متعلق ہیں یکجائی طور پر سلیس اور عام فہم لیکن فصیح زبان میں جمع کر دیئے ہیں یہ کتاب نہ صرف حکما و اطبا کو ان کی پریکٹس میں مدد دینے والی ہے بلکہ عوام الناس کے لئے بھی بطور ایک فیملی ڈاکٹر کام دے سکتی ہے۔ لہذا میری رائے یہ ہے کہ اس کا ہر گھر میں موجود رہنا ضروری ہے۔ جناب حکیم صاحب نے اس کتاب میں مشکل اور باریک طبی اصطلاحات کو استعمال نہیں کیا۔ بلکہ طبی مضامین کو عام فہم عبارت میں نہایت صفائی کے ساتھ بیان کرنیکی سعی کی ہے۔ اور اس طرح اردو میں ایک مختصر طبی انسائیکلو پیڈیا تیار کر دیا ہے۔ جراثیم کی کانفرنس کا محققانہ مکالمہ نہ صرف نہایت دلچسپ ہے بلکہ نئے اور مفید معلومات سے پُر ہے۔ اس کتاب میں انسانی زندگی کی عام رہائش اور اکل وشرب کے متعلق ایسے مفید معلومات بہم پہنچائے گئے ہیں جن سے ہر انسان کو شب وروز واسطہ پڑتا ہے۔ اور میرے خیال میں طبی معلومات کا حاصل کرنا اطبا کا ہی کام نہیں بلکہ ہر مسلم کا یہ مقدس فرض ہے۔

ملک کے بڑے بڑے مشہور ڈاکٹروں۔ اطبا اور علما نے انگریزی اور اردو زبان میں اس کتاب کی بیحد مدح سرائی کی ہے۔ لہذا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ اس کتاب نے ملک سے خراج تحسین حاصل کر لیا ہے۔ حکیم صاحب موصوف نے اپنی عمر بھر کے وسیع مطالعہ اور تجارب کی بنا پر بہت سی طبی تصانیف کی ہیں۔ مجھ کو جب کبھی مدراس جانے کا اتفاق ہوا۔ اور ان بیش قیمت تحریرات کو دیکھا تو طبعاً خواہش ہوتی تھی کہ یہ تصنیفات طبع ہو کر ملک اور قوم کو فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب انکی چھپائی شروع ہو گئی ہے۔ اور اب ایسی کتب کی اشاعت اور اردو لٹریچر میں ایک بیش بہا اضافہ ہونیکی امید بر آ رہی ہیں۔ چنانچہ تحقیقات ہیضہ حصہ اول جس کے ۳۲۰ صفحے ہیں عنقریب اشاعت پانیوالی ہے یہ کتاب بالکل جدید تحقیقات پر مبنی ہے۔ اس کے سوا طاعون۔ ذیابیطس تحقیقات ہیضہ حصہ دوم علاج بالغذا۔ الکحال مارفیا۔ کوکین۔ چاء۔ قہوہ۔ تمباکو پر ایک مبسوط رسالہ تیار ہے۔ یہ سارے رسالے طباعت کے منتظر ہیں لیکن ان تمام قابل قدر تصانیف کا شائع ہونا ملک کے اطبا اور رؤسا اور طبی مجالس کی قدر دانی پر منحصر ہے چودھری صاحب کے پاس کوئی ایسا خزانہ نہیں کہ وہ ان کتابوں کو چھاپ کر مفت تقسیم کرتے رہیں۔ ایک کتاب کے فروخت ہونے پر دوسری کے چھپنے کا سامان مہیا ہو سکتا ہے۔

فائدہ عام کے لحاظ سے کتاب کی قیمت صرف عہ روپے رکھی گئی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ ہے۔ مولف سے میلاپور مدراس کے پتے سے مل سکتی ہے۔ علم طب سے دلچسپی رکھنے والوں کے علاوہ دوسرے اہل علم اصحاب بھی منگا کر فائدہ اٹھائیں۔ اور مؤلف کو بھی اس کی محنت کی داد دیں۔ تاکہ وہ دوسری مفید تصانیف شائع کرنے کے قابل ہو سکیں۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ

راہ نجات

اس نام سے میاں امیرالدین صاحب احمدی موضع لنگری ضلع جالندھر نے ایک منظوم پنجابی کتاب لکھی ہے جس میں احمدیت کی تبلیغ کیگئی ہے قیمت صرف ایک آنہ ہے احباب مصنف سے زیادہ تعداد میں منگا کر دیہاتی لوگوں میں تقسیم کریں۔ تو بہت مفید ہو۔

مذبح قادیان کے متعلق کمشنر صاحب کا مفصل فیصلہ

مذبح کا لائسنس دینا ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کے اختیار میں ہے

کمشنر صاحب نے ڈپٹی کمشنر صاحب کے فیصلہ پر کوئی پابندی عائد نہیں کی

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے ۳۰ - اپریل ۱۹۲۹ء کو میر سلام اور خدا بخش ساکنان قادیان کو بھینی بانگر میں بوچڑ خانہ کھولنے کا جو لائسنس دیا تھا۔ اس کے خلاف نظر ثانی کی درخواست دی گئی ہے۔ ۷ اگست ۱۹۲۹ء کو قادیان میں ڈپٹی کمشنر نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ بوچڑ خانہ کے اس موقعہ کو استعمال نہ کیا جائے۔ اور اس کی بجائے مسلمان قادیان کے اندر کسی مناسب موقعہ پر فی الحال یہ کام کر سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد ان کو نئی قادیان کے پاس ہی بوچڑ خانہ کے لئے کوئی موقعہ منتخب کرنا چاہئے۔ اس فیصلہ کے مطابق ڈپٹی کمشنر نے ۲۰ اگست کو تحریری احکام صادر کر کے تا اطلاع ثانی لائسنس منسوخ کر دیا۔ اور چونکہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے لائسنس منسوخ کر دیا ہے۔ اس لئے نظر ثانی کی درخواست بے محل ہے۔

دوم۔ لیکن چونکہ ساتھ ہی ڈپٹی کمشنر نے اپنے ۲۰ اگست کے حکم میں تا اطلاع مزید کے الفاظ لکھے ہیں۔ اس لئے ذیل کے ریمارک کئے جاتے ہیں۔

قیام امن وامان

ریکارڈ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو۔ کہ اگر نئی قادیان میں جو کہ قادیان کی ایک نواحی بستی ہے۔ بوچڑخانہ بنایا گیا۔ تو کسی قسم کے بلوہ یا فساد یا خلل امن کا خطرہ ہے۔ قادیان میں بوچڑ خانہ کی قائمی اور دکان کے کھولنے کے لئے لائسنس کی جو پہلی درخواست دی گئی تھی۔ اگر خلل امن یا فساد یا بلوہ کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ تو پھر ڈپٹی کمشنر کو لائسنس دینے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ یہ صرف ایک میونسپلٹی یا کسی دوسری ایسی جگہ کی حالت میں جس پر اعلان نمبر ۱۸۱ مجریہ ۱۵ر جولائی ۱۸۹۰ء کی رُو سے قصبہ یا اراضیات قصبہ کی تعریف چسپاں ہو سکتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر اس سوال کو چھیڑے بغیر کہ آیا وہاں فساد یا بلوہ یا خلل امن کے ہونے کا خطرہ ہے۔ لائسنس دے سکتا ہے۔ قادیان اگرچہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ اور اس میں سمال ٹاؤن کمیٹی بھی موجود ہے۔ قصبہ یا اراضیات قصبہ کی تعریف میں شامل نہیں تھا۔ یہ میری پختہ رائے ہے۔ کہ اگر نئی قادیان میں بوچڑ خانہ بنایا جاتا۔ تو کسی قسم کی امن شکنی نہ ہوتی۔ میری رائے کا انحصار نہ صرف تحصیلدار کی اس رپورٹ پر ہے۔ جو کہ افسر مذکور نے ۱۲ر جنوری ۱۹۲۹ء کو داخل کی۔ بلکہ اس کے خلاف عدم شہادت پر بھی مبنی ہے

مسلمانوں کی مخالفت

یہ سچ ہے۔ کہ قادیان۔ بھینی بانگر۔ اور اس سکھ علاقہ کے تھوڑے سے مسلم دیہات کے دوسرے اشخاص نے وقتاً فوقتاً اس تجویز پر اعتراض کیا۔ لیکن اب وہ سب اکٹھے ہو گئے ہیں۔

بھینی بانگر کا قابل اعتراض موقعہ

یہ بھی سچ ہے۔ کہ قادیان میں جھٹکہ خانہ کھل جانے سے بعض مسلمانوں کو دکھ پہنچا ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی قرب وجوار میں مختلف جماعتوں کے درمیان تعلقات غیر دوستانہ نہیں ہیں۔ اور یہ بدقسمتی کی بات تھی۔ کہ بھینی بانگر کے کھلے کھیتوں میں بوچڑ خانہ بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

وکلاء کی بحث

موجودہ پوزیشن کے متعلق قادیانی احمدیوں کے وکیل چودہری ظفر اللہ خان ممبر کونسل کا دعوٰے ہے۔ کہ اگر نئی قادیان میں بوچڑ خانہ کھولا جائے۔ تو خلل امن کا ذرا بھی خوف نہیں ہے۔ اور اس لئے قاعدہ سوئم کے نفاذ کے استعمال کی ذرا بھی ضرورت نہیں۔ لیکن ڈاکٹر گوکل چند نارنگ فریق مخالف کے وکیل کا بیان ہے۔ کہ اگر ۳۰ر اپریل کو کسی قسم کے بلوہ۔ فساد یا خلل امن کا اندیشہ نہیں تھا۔ تو پھر قاعدہ سوم کے استعمال کی حاجت ہی نہیں تھی۔ سرکار ایک طرف ہو جائے۔ اور غیر جانبدار رہے اور کوئی مزید کارروائی نہ کرے۔ وہ نئی قادیان اور پرانی قادیان سے ویسا ہی سلوک روا رکھے۔ جیسا کسی دوسرے گاؤں سے رکھا جاتا ہے۔

اس موقعہ پر ڈپٹی کمشنر کے نمائندہ وکیل نے بیان کیا۔ کہ ۳۰ر اپریل کے قریب یا اس دن خلل امن فساد یا بلوہ کا کوئی ایسا خطرہ نہ تھا۔ جس سے قاعدہ سوئم کے ماتحت کارروائی حق بجانب قرار دی جا سکتی ہو۔

سوئم۔ آیا اب ایسا کوئی خطرہ ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ کرنا ڈپٹی کمشنر کا کام ہے۔ اگر وہ یہ فیصلہ کرے گا کہ ایسا خطرہ موجود ہے۔ تو وہ بلاشبہ ان باتوں پر غور وخوض کرے گا۔

(الف) کہ سال بھر اس قرب وجوار میں گئو کشی کا کوئی مقررہ دستور نہیں ہے۔

(ب) کہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا نئی قادیان میں بوچڑ خانہ کا لائسنس دینے سے قرب وجوار کے دیہات میں معقول آزردگی پیدا ہو گی۔ اور معقول آزردگی کے جامع مفہوم لیتے ہوئے دیہاتی باشندہ کی دماغی اور ذہنی حالت کو مدنظر رکھا جائیگا۔

(ج) کہ مسلمانوں کا یہ دعوٰے ہے۔ کہ ایسے غیر معمولی حالات موجود ہیں۔ جو کہ ایسے لائسنس کے دیئے جانے کو حق بجانب ٹھہراتے ہیں

احمدی وکیل کی تقریر

اس بارہ میں چودہری ظفر اللہ خان ممبر کونسل کا یہ بیان ہے۔ کہ قادیان تواریخی طور پر اسلامی قصبہ ہے۔ اس کی بنیاد ایک مسلمان نے ڈالی۔ اور جہاں تک زرعی اراضی کا تعلق ہے۔ تقریباً ایک ہی مسلم گھرانہ کی ملکیت ہے۔

(۲) ایک بھی غیر احمدی سارے قادیان میں حق مالکانہ نہیں رکھتا (۳) احمدیوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور غیر احمدیوں کا تناسب دن بدن کم ہو رہا ہے۔ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں غیر مسلمانوں کا تناسب صرف چودہ فیصدی ہے۔ آپ کا اس بات پر اصرار ہے۔ کہ حقیقی اقتصادی ضرورت موجود ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں۔ کہ ۱۹۱۵ء اور ۱۹۲۳ء میں جو ناکام درخواستیں دی گئی تھیں۔ وہ چھیڑ خانی نہیں تھی۔ بلکہ اقتصادی ضرورت کی حقیقی علامات تھیں۔ اور احمدی جماعت نے اس لئے ان درخواستوں پر زور نہ دیا۔ کیونکہ انہوں نے ذاتی غرض کا اپنے ہمسایوں کے نامعقول جذبات کے جائز احترام کے ساتھ موازنہ کیا۔ اور وہ صبر وشکر سے نقصان برداشت کرنے پر تیار ہو گئے۔ لیکن آپ کا یہ دعوٰی ہے۔ کہ ۱۹۲۶ء سے قادیان میں بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔

قادیان کی ترقی

اب اس میں ٹیلیگراف آفس ہے۔ ایک سمال ٹاؤن کمیٹی ہے۔ اور ایک ریلوے سٹیشن ہے۔ اس میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہر دو دینی اور دنیاوی سکول موجود ہیں۔ اور اخبارات ورسائل کے اجراء کے لحاظ سے صوبہ میں اس کا دوسرا درجہ ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہاں عید کے موقعہ پر گائے کی قربانی ہوتی ہے۔ اور ہر سال کرسمس کے ہفتہ میں امام جماعت احمدیہ کے مہمانوں کے لئے بٹالہ یا قادیان کے پاس دو سو جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ ان مہمانوں کی تعداد اب پندرہ ہزار ہوتی ہے۔ جن میں سے دس ہزار ریل گاڑیوں کے ذریعہ سے آتے ہیں۔ اور یہ سالانہ اجتماع تیس سال سے برابر منعقد ہو رہا ہے۔ نئی قادیان کی آبادی زیادہ تر کمزور متوسط الحال طبقہ پر مشتمل ہے۔ جو کہ مقابلتاً غریب ہے۔ ان میں سے بعض تو بیف کے عادی ہیں۔ اور بعض اسے دوسرے گوشت سے سستا سمجھ کر استعمال کرتے ہیں۔ اس آبادی میں وہ اشخاص شامل ہیں۔ جو کہ صوبجات متحدہ اور دوسرے علاقہ جات سے آکر نئی قادیان میں آباد ہوئے ہیں۔ یہ ایک ماڈل نواحی بستی ہے جس میں مکانات کی بڑھتی کثرت دوکنال یا زائد رقبہ کے احاطہ جات رکھتی ہے

یہ ایک قطعہ کی شکل میں جس کا نصف قطر ۳/۴ میل ہے۔ آباد ہے۔ اور اس میں کوئی غیر مسلم مکان نہیں ہے۔

خاکسار پردہ بیان کرتا ہے۔ کہ یہ امر زیادہ قرین دانشمندی ہے۔ کہ نئی قادیان میں بوچڑخانہ بنایا جائے۔ اور کسی کو بٹالہ سے بیف لانے کا خطرہ ہی پیش نہ آئے۔ جس سے غیر مسلموں سے راستہ میں تصادم کا امکان ہے۔

چہارم۔ خواہ ڈپٹی کمشنر اس بات پر غور فرمائیں۔ یا نہ فرمائیں کہ نئی قادیان کے حالات ایسے ہوگئے ہیں۔ جو کہ ایک ایسے حکم کے نفاذ کو اب حق بجانب ٹھہراتے ہیں۔ جس سے زیر قاعدہ سوم بوچڑ خانہ کھولنے کا لائسنس دیا جائے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے۔ جس کے متعلق میں صاحب موصوف کے فیصلہ پر کوئی پابندی عائد نہیں کرنا چاہتا۔

پنجم۔ مذکورہ دلائل کی بناء پر نظر ثانی کی درخواست جس کی اب ضرورت قائم نہیں رہی۔ داخل دفتر کی جاتی ہے۔ اب پوزیشن یہ ہے۔ کہ بوچڑخانہ کھولنے کے لئے فی الحال کوئی لائسنس موجود نہیں۔ مگر چونکہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے اپنے ان امتناعی احکام کو جو کہ زیر قاعدہ سوئم نافذ کئے گئے تھے۔ ابھی تک منسوخ نہیں کیا۔ اور تا اطلاع مزید لائسنس کو صرف منسوخ کیا ہے۔ اس لئے جب تک ڈپٹی کمشنر قادیان یا بھینی بانگر میں بوچڑخانہ کھولنے کا لائسنس دینے کا فیصلہ نہ کریں۔ نہ ہی قادیان میں اور نہ ہی بھینی بانگر میں گئو کشی ہوسکتی ہے۔

آپ نے الفضل کے کتنے خریدار مہیا کئے

اب جبکہ الفضل کے ۱۶ صفحے کر دیئے گئے ہیں۔ ہم منتظر ہیں۔ کہ احباب کرام اس کی توسیع اشاعت میں کیا حصہ لیتے ہیں۔ ہر ایک خریدار الفضل مہربانی کرکے اپنا فرض ادا کریں۔ یہ نوٹ کر لیا جائے کہ اب نئے احمدی خریدار سے بھی آٹھ روپے مگر غیر احمدی سے سات روپے لئے جائینگے

بیرون ہند کے خریداران نوٹ کرلیں

چونکہ اخبار الفضل حجم بڑھ جانے کی وجہ سے وزنی ہوگیا ہے۔ اور اس کے دو پرچے جو ہر بدھ کو ولایتی ڈاک میں بھیجے جاتے ہیں۔ اب آدھ آنہ کے ٹکٹ میں نہیں جا سکتے۔ بلکہ ایک آنہ کا ٹکٹ لگانا پڑیگا۔ اور ترسیل ڈاک میں گوناگوں وغیرہ کی وجہ سے خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے بیرون ہند کے خریداروں کو اطلاع ہو۔ کہ الفضل کا چندہ دس روپے سالانہ آئندہ لیا جائیگا

ایجنسیوں کو ایک دن پہلے

الفضل کی جس قدر ایجنسیاں ہیں۔ ان کو ہم ایک روز اول پرچہ بھجواتے ہیں۔ تاکہ وہ بہ اطمینان فروخت کرسکیں۔ اس طرح پر ان کو دوسرے خریداروں سے ایک روز اول پرچہ مل جاتا ہے۔ احباب کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے شہر میں ایجنسی کھولیں لیں۔ کم از کم پانچ پرچے اکٹھے منگوائیں۔ اگر ۱۲ پرچوں سے زائد ہونگے۔ تو بذریعہ ریل بھیجا جانے لگا۔

(مینجر الفضل)

یسوع مسیح کے ابن اللہ ہونے پر چند سوال

پادری صاحبان عموماً اور پادری عبدالحق صاحب خصوصاً اپنے بشارتی جلسوں میں الوہیت مسیح اثبات تثلیث اور خدا تعالٰے کے مجسم ہونے پر لیکچر دیا کرتے ہیں۔ کیا براہ مہربانی وہ حسب ذیل سوالات کے جواب شائع کرینگے۔ پادری صاحبان کا فرض ہے کہ ان کے جواب شائع کرکے پبلک کو مستفید فرماویں۔

(۱) اگر یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ تو بیٹے کی چار ہی صورتیں ہیں۔ (۱) حقیقی (۲) عرفی (۳) متبنٰی۔ (۴) یا بطور محبت کسی کو بیٹا کہہ دینا۔ اگر حقیقی یا عرفی مانیں۔ تو ایسا بیٹا وہی ہو سکتا ہے۔ جو کہ جورو سے پیدا ہو۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ خدا کی کوئی جورو نہیں۔ اور اگر متبنٰے ہے۔ تو کتاب مقدس سے اس کا ثبوت دیا جائے۔ اور اگر چوتھی صورت ہے۔ تو یسوع مسیح کی کوئی تخصیص نہیں۔ ایسے بیٹے بیسیوں اللہ کے بائیبل سے ثابت ہیں۔ سو دلائل سے بتایا جاوے۔ کہ یسوع مسیح کونسی قسم کے بیٹے ہیں

(۲) خدا تعالٰے نادیدہ اور لاتدرکہ الابصار ہے یا دیدہ۔ دیدہ تو ہے نہیں۔ جیسا کہ پولوس رسول تمطاؤس کو خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "اب ازلی بادشاہ یعنی غیر فانی نادیدہ واحد خدا کی عزت اور تمجید ابدالآباد تک ہوتی رہے"۔ اگر پولوس رسول کا یہ کہنا صحیح ہے۔ تو کیا یسوع مسیح کی خدائی کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ ورنہ پولوس کا کہنا غلط ٹھہرا۔ یہ تناقض دور کیا جائے۔

(۳) کتب سابقہ سے دکھایا جائے۔ کہ خدا نے کہا ہو۔ میں خدا ایک زمانے میں انسانی شکل اختیار کروں گا۔ اور تمام انسانی عیوب و نقائص سے متصف ہونگا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا جائے۔ کہ اس خاص زمانے میں یسوع مسیح کی شکل کیوں اختیار کی۔ کیا یہ تخصیص ترجیح بلا مرجح کو مستلزم نہیں؛

(۴) وہ ضرورت بتائی جائے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالٰے نے بیٹا بنایا۔ جبکہ پہلے لاانتہا زمانوں تک اس کا کام بغیر بیٹے کے چل رہا تھا۔

(۵) اگر کہو۔ دنیا کی نجات کے لئے اس نے اپنا بیٹا پکڑا تو عرض ہے۔ پہلے اللہ تعالٰے لوگوں کو ہدایت نبیوں کے ذریعہ دیتا تھا۔ جیسا کہ کتاب مقدس سے بھی ثابت ہے۔ پھر کیا نئی بات پیدا ہوئی۔

(۶) کیا کوئی ایسا کام خدا تعالٰے کو پیش آگیا تھا جو بغیر بیٹا بنانے کے ہو نہیں سکتا تھا۔ اگر یہ صورت ہے۔ تو خدا محتاج ہوا اور بیٹا محتاج الیہ۔ حالانکہ خدا تعالٰے غنی ہے۔ لیکن اگر بیٹے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تو کیا عبث فعل کا مرتکب ہونا خدا تعالٰے کی شان کے منافی نہیں۔

(۷) کیا خدا تعالٰے نے پہلے سے ارادہ کیا ہوا تھا۔ کہ میں بیٹا بناؤنگا۔ اگر کیا ہوا تھا۔ تو صحف اولی سے ثبوت دیجئے۔ اور اگر بعد میں یہ تدبیر سوجھی۔ تو خدا تعالٰے کا علم بھی انسان کی طرح حصولی ہوا۔ نہ کہ حضوری۔

(۸) کیا بیٹا بنانا کمال کی نشانی ہے۔ یعنی کامل اور واجب ہونے کی نشانی ہے۔ یا ناقص اور ممکن ہونے کی۔ اگر پہلی صورت ہے۔ تو وہ لوگ جن کے کئی کئی بیٹے ہوتے ہیں۔ ان کے کمال کے متعلق عیسائی صاحبان کا کیا خیال ہے۔ اور اگر صورت ثانی ہے۔ تو کیا اس سے خدا میں نقص لازم نہیں آئیگا۔

(۹) یسوع خدا کا عین ہے۔ یا غیر۔ اگر غیر تو اس کی خدائی باطل۔ کیونکہ خدا تعالٰے کے غیر تو تمام مخلوق ہے۔ اور اگر عین کہو۔ تو کیا یسوع مسیح کی صلیبی موت اور زخموں کی تکلیف سے خدا کو بھی کچھ حصہ ملا تھا۔ خاکسار عبداللہ (مولوی فاضل)

رسول پاک کا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے سلوک

خود سادہ زندگی بسر کرنا آسان ہے۔ لیکن اپنی بیویوں اور اپنے عزیز بچوں سے بھی ایسی زندگی بسر کرانا بہت مشکل ہے یہی وجہ ہے۔ کہ جو لوگ سادہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عموماً بیوی بچوں کے بکھیڑوں سے الگ رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہر پہلو سے بے نظیر ہے۔ آپ نے باوجود صاحب حکومت ہونیکے ہر طرح خود ہمیشہ نہایت سادگی سے گذارا کیا۔ بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی ویسی ہی سادہ زندگی کا عادی بنایا۔ آپ چاہتے تھے۔ کہ آپ کی ازواج مطہرات رض بھی آپ کی طرح دنیا کے مال و متاع سے بے رغبتی اختیار کریں۔ چنانچہ آپ نے ان سے فرمایا۔ ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ یعنی اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو۔ تو آؤ میں تمہیں کچھ فائدہ پہنچا کر خوش اسلوبی سے رخصت کردوں۔ لیکن آپ کے پاک نمونہ اور اعلٰی تعلیم کا یہ اثر تھا۔ کہ کسی ایک بیوی نے بھی دنیا کے مال و متاع کی خواہش نہیں کی۔ اور نہایت خوشی سے آپ کے ساتھ سادہ زندگی بسر کرنے پر تیار ہوگئیں۔

آپ بیویوں کے ساتھ نہایت عدل و انصاف کا برتاؤ کرتے تھے۔ اور سب بیویوں کے ساتھ یکساں حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ جب آپ سفر میں جاتے۔ تو ایک بیوی کو ساتھ رکھتے۔ اس کیلئے قرعہ ڈال کر انتخاب کرتے۔ تاکہ عدل میں فرق نہ آئے۔ اسی طرح آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی۔ اور اس کے مطابق ایک ایک روز سب بیویوں کے گھروں میں رہتے تھے۔ اور اس کی نہایت سختی کے ساتھ پابندی فرماتے تھے۔ ۴۴

اہم مُلکی واقعات

بمبئی پریذیڈنسی مُسلم لیڈیز کانفرنس

بمبئی پریزیڈنسی مسلم لیڈیز کانفرنس کے اجلاس منعقدہ پونا میں بیگم صاحبہ سیٹھ عبداللہ ہارون ایم - ایل - اے نے جو صدارتی تقریر کی - اس میں عورتوں کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا :-

بہترین رفیقہ حیات

عورتوں کو چاہیئے - وُہ اپنے مرد کی بہترین رفیقہ حیات ثابت ہوں - اس کی آمدنی کو نہایت احتیاط سے خرچ کریں اور کوشش کریں - کہ وُہ گھر کے تفکرات سے سبکدوش ہوکر ہمہ تن اپنے کام کاج میں مصروف رہ سکے - یہ سمجھنا کہ ہمارا کام صرف مردوں کی کمائی خرچ کرنا ہے - نہایت ہی تباہ کُن خیال ہے - افسوس ہے - کہ ہم اب تک اسی خیال میں ہیں - ہماری فرمائشیں مردوں کو بے طرح پریشان کئے رکھتی ہیں - ہمیں کوشش کرنی چاہیئے - کہ مرد کے لئے آرام کا مُوجب ہوں - نہ کہ پریشانیوں کا :-

بچوں کی تربیت

ہمارا دوسرا فرض بچوں کی تربیت ہے - مگر افسوس ہے - ہم اس فرض کی ادائیگی میں بہُت ہی سُست ہیں - انگریز عورتیں سو کام چھوڑ کر بھی اپنے بچوں کی صحت اور تربیت کا خیال رکھتی ہیں - مگر ہندوستانی عورتیں اسے ایک غیر اہم امر سمجھتی ہیں - قومی ترقی کا دارومدار انہی بچوں پر ہے - اس لئے ان میں ایسی رُوح پھونکیں کہ یہ دُنیا میں مفید وجُود بن سکیں - قوم اور وطن کے صحیح معنوں میں خادم ہوں - اور نسوانی حقوق کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں :-

عورتوں کے حقوق

اس کے بعد آپ نے کہا - ابھی تک مَردوں کی طرف سے عورتوں کو پورے پورے حقوق نہیں دیئے گئے - مردوں کی تعلیم اور تعلیم نسواں میں بھاری امتیاز رکھا جاتا ہے - لڑکوں کی غور و پرداخت لڑکیوں کی نسبت بہُت زیادہ اہتمام سے کی جاتی ہے عورتوں کے لئے تفریح طبع کا کوئی سامان مہیا نہیں کیا جاتا - اور سب سے بڑھ کر ورثہ کے معاملہ میں عورت کی بہُت حق تلفی کی جاتی ہے - یہ بات مسلمان کی شان کے شایاں نہیں - کہ حقوق نسواں کو پامال کرے - اسلام میں عورت کا درجہ بہت بلند ہے - نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہی ایمان لائیں اور عورتوں کے کارناموں سے تاریخ اسلام کے صفحات پُر ہیں :-

تعلیم نسوان

اب بھی عورتوں کے دماغ کی مناسب نشو و نما کا انتظام کیا جائے تو وُہ ویسے ہی نمایاں کام کرسکتی ہیں - ہمارے لئے ایسی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیئے - جس میں اصُول صحت - بچوں کی پرورش - اقتصادی حالت کو درست کرنے کے طریقے اور امُور خانہ داری سے واقفیت ہوسکے - اور ہم میں اسلامی حمیت اور قومی غیرت پیدا ہو - اس کے لئے ضروری ہے - کہ تعلیم کے ماہرین اکٹھے ہوکر نسوانی ضروریات کے مطابق ایک تعلیمی نصاب تجویز کریں - اس وقت ایک ایسی درسگاہ معہ ہوسٹل کی اشد ضرورت ہے - جس میں یتیم - غریب اور لاوارث بچیوں کی تعلیم - خوراک اور پوشش کا بہترین انتظام ہو - ان میں اسلامی رُوح تازہ کرنے کے بعد انہیں استانی - نرس - مڈوائف اور لیڈی ڈاکٹر وغیرہ پیشوں کی تعلیم دی جائے - اور سینا پرونا بھی سکھایا جائے - یہ ایک ایسی ضرورت ہے - جسے غیر مسلم اقوام مدت پہلے پورا کرچکی ہیں - اور مختلف شہروں میں ان کے متعدد Industrial Homes آپ کو نظر آئیں گے - اگر مسلمانوں میں بھی احساس اور زندہ رہنے کی خواہش ہو - تو وُہ بھی آسانی سے ایسا انتظام کرسکتے ہیں :-

عورتوں کو بھی کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے

مُسلمانوں کی اقتصادی کمزوری کی ایک وجہ یہ بھی ہے - کہ عورتیں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھی رہتی ہیں - اور ایک ہی مرد پر تمام کنبہ کے خرچ کا بوجھ ہوتا ہے - عورتوں کو بھی کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیئے اور نہیں - تو کپڑے ہی گھر میں سی لیا کریں - یا کم از کم دھو لیا کریں -

اس کے بعد آپ نے بمبئی پریذیڈنسی اور صُوبہ سندھ میں خواتین کی تعلیم کے متعلق اعداد وشمار پیش کئے - اور حکومت کے سامنے چند ایک تجاویز پیش کیں - جن سے تعلیم نسواں میں مدد مل سکتی ہے :-

پردہ تعلیم میں حارج نہیں

آپ نے کہا - پردہ تعلیم میں حارج نہیں - اپنے ستر کو چھپا کر عورت کو ہر ایک کام میں حصّہ لینے کی اسلام نے اجازت دی ہے - مسلم مردوں کو عورتوں سے ہمدردانہ سلوک کرنا چاہیئے - اور مسلم ممبران اسمبلی کو چاہیئے - کہ اسلام نے عورت کو خلع کا جو حق دیا ہے - اسے زندہ کرنے میں ان کی مدد کریں - اور چاہیئے - کہ مُسلمان ہوکر ہندوؤں کی پیروی ترک کردیں - اور لڑکیوں کو ورثہ میں حصہ دار بنائیں :-

آخر میں آپ نے عورتوں کو صبر سے زندگی گذارنے اور مردوں کی بہترین رفیق بننے کی تلقین کی :-

میاں علم الدین کی میّت لاہور میں دفن کرنیکی اجازت

مسٹر ایچ ڈبلیو ایمرسن چیف سکرٹری پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ایک اعلان برائے اشاعت موصول ہوا ہے - جس کا ملخص حسب ذیل ہے :-

۵- نومبر ۱۹۲۹ء کو سر محمد شفیع کی قیادت میں مُسلم اکابرین کا ایک وفد گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش ہوا - جس نے کہا - ہماری دلی آرزو ہے - کہ علم دین کی لاش اس کی وصیت کے مطابق لاہور میں دفن کی جائے - اور ہم اس بات کی پوُری ذمہ واری لیتے ہیں کہ کسی قسم کے نقضِ امن کا اندیشہ نہیں ہوگا - گورنر نے یہ جواب دیا اگر مسلمانوں کی طرف سے اس امر کا یقین دلایا جائے - کہ خطرہ کا اندیشہ نہیں - اور مسلمان لیڈر غیر مشروط طور پر حکومت کی شرائط کی پابندی کریں گے - تو ان کی خواہش کی تعمیل ممکن ہے - چنانچہ غور وخوض اور بحث مباحثہ کے بعد حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ماہ نومبر میں جس قدر جلد ضروری انتظامات مکمل ہوسکیں - حکومت پنجاب میاں علم الدین کی لاش مسلمانوں کے حوالہ کردیگی - تاکہ وُہ اسے لاہور میں دفن کرسکیں - لیکن حکومت میت کو میانی قبرستان کے پاس مقررہ وقت پر حوالہ کرے گی - شہر لاہور یا کسی دوسرے مقام سے اس مقام تک جہاں میت حوالہ کی جائے گی - کوئی جلوس وغیرہ لے جانے کی اجازت نہیں دی گئی - ہاں مقام حوالگی سے قبرستان تک جلوس لے جایا جاسکیگا :-

وائسرائے کا اعلان اور والیان ریاست

وائسرائے کے اعلان کے متعلق ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بیکانیر نے نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس سے بیان کیا - کہ مجوزہ کانفرنس اغلباً ۱۹۳۱ء کے موسم گرما سے قبل مدعو نہیں کی جاسکے گی - اور کانفرنس میں شامل ہونے والے نمائندگان کا سائمن کمیشن کی رپورٹ کا مطالعہ نہ کرنا بھی غیر مفید ہوگا - والیانِ ریاست یقیناً اس کانفرنس کو خوش آمدید کہیں گے - چونکہ وہ اس بات کو بخوبی محسُوس کرتے ہیں - کہ ہندوستان کے ساتھ اُن کے خون مذہب اور نسل کا رشتہ ہے - اس لئے وُہ اس کے درجہ نوآبادیات میں روڑا اٹکانا کبھی پسند نہیں کریں گے - وُہ ہمیشہ ہندوستان کے جذبات سے ہمدردی کرتے رہے ہیں - ملک کو دو مختلف حصّوں میں تقسیم کرنے کا خیال ان کے اندر ہرگز نہیں - چنانچہ گذشتہ جوُن میں ان کی جو کانفرنس بمبئی میں ہوئی - اس میں برطانی ہند کے درجہ نوآبادیات حاصل کرنے پر اظہار مسرت کیا گیا تھا اگرچہ والیانِ ریاست درجہ نوآبادیات سے ناآشنا ہیں - لیکن انہیں اس سے کسی قسم کا ہراس بھی مطلقاً نہیں - ۱۹۱۸ء سے مختلف معاملات مثلاً ٹیکس - سکہ سازی - ڈاک - ریل - نمک اور ریشم وغیرہ میں والیان ریاست برطانوی ہند سے تعاون کرتے چلے آئے ہیں - وُہ چاہتے ہیں - کہ آئندہ ہندوستان میں ان کی پوزیشن کے متعلق فیصلہ ہو جائے - اور اسی وجہ سے وہ انڈین اسٹیٹ کمیٹی کے تقرر کا مطالبہ کررہے تھے - جس کی بٹلر رپورٹ میں تائید نہیں کی گئی - ریاستی نمائندوں سے ملک معظم کی حکومت کا

مشورہ لینا والیان ریاست کے لئے ہی مفید ہوگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری شان برقرار رکھنے کا مناسب انتظام کر دیا جائے۔ اور ہماری حقیقی پوزیشن کو تسلیم کر لیا جائے۔ ہماری اندرونی آزادی اور حقوق فرماں روائی میں ہرگز کسی قسم کی مداخلت نہیں ہونی چاہیئے ریاستیں اور باقی ہندوستان مدتوں سے علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اور آئندہ بھی ریاستوں کے علیٰحدہ وجود کو معدوم کرنا نامناسب ہوگا ✤

ہندوستان کی تمام پارٹیوں کے اتفاق سے آئندہ نظام مرتب ہونا چاہیئے۔ ریاستیں برطانیہ سے قطع تعلق کرنا نہیں چاہتیں۔ برطانیہ کے ساتھ ان کے معاہدات ہیں۔ اس لئے وُہ کسی ایسی کانفرنس میں شامل نہیں ہوسکتیں جس میں برطانیہ شامل نہ ہو ✤

پراونشل مُسلم لیڈیز کانفرنس الہ آباد

یکم نومبر ۱۹۲۹ء کو سر شاہ محمد سلیمان صاحب جج الہ آباد ہائی کورٹ کی کوٹھی پر پراونشل مسلم لیڈیز کانفرنس کا انعقاد ہوا بیگم صاحبہ شیخ عبداللہ صاحب وکیل علی گڑھ صدر تھیں۔ انہوں نے بحیثیت صدر جو خطبہ پڑھا۔ اس میں بیان کیا :-

ترقی کا راستہ

مسلمان مستورات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ترقی کا راستہ صرف تعلیم اور روشن خیالی ہے۔ اور اسی راستہ کو اختیار کر کے ہم کامیاب ہو سکتی ہیں۔ ممالک غیر کی مستورات کا تو کچھ کہنا ہی نہیں۔ خود ہندوستان کی غیر مسلم خواتین نہایت سرعت سے میدانِ ترقی میں بڑھ رہی ہیں۔ ہمیں بھی انہی کا نصب العین سامنے رکھ کر ترقی کی منزلیں طے کرنی چاہئیں ✤

مَردوں کی تنگدلی

بے شک مسلم خواتین میں اب بیداری پیدا ہو رہی ہے اور وُہ کانفرنسیں اور جلسے منعقد کر رہی ہیں۔ لیکن ہنوز کسی انجمن یا کانفرنس کو یہ جرأت نہیں ہوئی۔ کہ اپنی حقیقی ضروریات کے متعلق صفائی سے اظہار خیالات کر دے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے بعض مرد عورتوں کے متعلق نہایت ہی تنگدل اور تاریک خیال ہیں۔ اور عورتیں ان کی ناراضگی سے ڈر کر صفائی سے اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتیں۔ یہ ڈر کچھ بے جا بھی نہیں لیکن اب خاموش رہنا اور صفائی سے بات نہ کرنا ہماری تباہی کے مترادف ہے۔ اس لئے مردوں کی خوشی یا ناخوشی سے بے نیاز ہو کر سچی بات ظاہر کر دینی چاہیئے۔ اور ہمیں یقین ہے۔ کہ اس صورت میں منصف مزاج مرد ضرور ہمارے حامی و مددگار ہونگے۔ ہم اب تک جس طرح دبی آواز سے اپنے خیالات کا اظہار کرتی رہیں۔ یہ کوئی مؤثر طریقہ نہیں۔ جب تک ہم صاف گوئی کا طریقہ اختیار نہ کریں گی۔ کوئی ہماری طرف متوجہ نہ ہوگا۔ مثل مشہور ہے۔ کہ بچہ بھی جب تک روئے نہیں ماں دُودھ نہیں دیتی ✤

عورت قانون کی نگاہ میں

اس وقت یہ حالت ہے۔ کہ عورت قانون کی نگاہ میں بچوں یا نیم پاگلوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ ہمارے معاہدات قابل پابندی نہیں سمجھے جاتے۔ اور جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کوئی معاہدہ مرد کے مشورہ سے کیا گیا ہے۔ وُہ نافذ ہی نہیں ہو سکتا ہمیں تاریکی کے گوشوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور ہمارے خیالات و جذبات سے کوئی غیر شخص بھی آگاہی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے مہذب و تعلیم یافتہ دنیا ہمیں نہایت ذلت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ جو ہمارے مردوں کے لئے بھی قابل شرم ہے میں اپنی بہنوں کو مشورہ دونگی۔ کہ وُہ ایک منٹ کے لئے بھی اس ذلت کو برداشت نہ کریں ✤

اسلامی پردہ

اسلامی پردہ ہندوستان میں مروجہ پردہ سے بالکل مختلف ہے۔ اور وہ صرف یہ ہے کہ یورپین ممالک کی طرح عورتوں کو غیر مردوں کی سوسائٹی میں گھل مل کر نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ اور باہر جاتے وقت اپنی زینت کو ڈھانک کر رکھنا چاہیئے۔ اس سے زیادہ پردہ کا کوئی حکم نہیں۔ وُہ لوگ جو پردہ کی آڑ میں عورتوں کو مقید رکھنا چاہتے ہیں۔ وُہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں عورتوں کی صحت انہوں نے تباہ کر دی ہے۔ اور کر رہے ہیں نوجوان بچیاں سل اور دق کا شکار ہو کر مر رہی ہیں۔ اگر یہی حالت رہی۔ تو خطرہ ہے۔ ہماری نسل ہی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔ یا اس قدر کمزور ہو جائے۔ کہ میدان زندگی میں دوسروں کے مقابلہ کی تاب ہی اس میں نہ رہے۔ اور وہ ادنےٰ اقوام میں شمار ہونے پر مجبور ہو جائے۔ پس مسلمانوں کو اس سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور قومی اقتدار اور ترقی کی خاطر آئندہ نسلوں کی جسمانی و دماغی تندرستی کے لئے بہترین انتظام کرنا چاہیئے ✤

اصلاح رسُوم

تعلیم اور جسمانی تندرستی کے ساتھ اصلاح رسُوم بھی اشد ضروری ہے۔ بُری رسمیں اس خس و خاشاک کی طرح ہوتی ہیں۔ جو اچھے پودوں کے نشو و نما میں روک پیدا کر دیتی ہیں۔ اور اکثر اوقات اسے مرجھا کر رکھدیتی ہیں۔ اسی طرح بہت اچھے اچھے اور مفید خیالات بری رسموں کی روکاوٹوں کے باعث ظاہر بھی نہیں ہو سکتے۔ اور ہماری پستی کا ایک اہم باعث یہ بد رسومات بھی ہیں۔ یہ مرض اب اس قدر ترقی کر گیا ہے۔ کہ حقیقت کہیں نظر ہی نہیں آتی۔ مذہب تعلقات اطاعت شوہر سب کچھ اکثر حالتوں میں رسمی ہی ہوتا ہے اور میں عورتوں کی ترقی کے لئے رسومات کو چھوڑنا سب سے مقدم سمجھتی ہوں۔ ہمارا موجودہ پردہ بھی رسمی ہے۔ بیاہ شادی بھی رسمی ہے۔ کیونکہ شریعت کا حکم ہے۔ کہ شادی مرد و عورت کی رضامندی سے ہو۔ لیکن اس کا کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا۔ ماں باپ خود ہی سب کچھ کر دیتے ہیں۔ خواہ لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو پسند کریں یا نہ کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اکثر حالتوں میں خانگی زندگیاں نہایت تلخ نظر آتی ہیں۔ لڑکے تو پھر بھی دوسرا نکاح کر لیتے ہیں لیکن لڑکیاں بیچاری عمر بھر مصیبت میں مبتلا رہتی ہیں۔ اسی طرح بہو اور ساس سسروں کا ایک جگہ مل کر رہنا بھی ایک بد رسم ہے۔ جس سے تعلقات میں ناخوشگواری پیدا ہوتی ہے۔ اس کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیئے

صغرسنی کی شادی

صغرسنی کی شادی کی رسم بھی ہندوستان میں ہی ہے۔ اور کسی ملک میں نہیں۔ اور یہاں یہ صرف ہندوؤں میں ہی نہیں بلکہ مسلمانوں میں بھی ہے اور تعلیم یافتہ گروہ کا فرض ہے۔ کہ اسے بند کر دیں ✤

لڑکیوں کے لئے مکاتب کا انتظام

عام طور پر تعلیم نسواں پر زور تو دیا جاتا ہے لیکن عملاً کچھ نہیں۔ لڑکوں کے لئے تو کالج۔ یونیورسٹیاں اور ہائی سکول بکثرت ہیں۔ لیکن لڑکیوں کے لئے بہت ہی کم مدرسے ہیں۔ مجھے امید رکھنی چاہیئے۔ کہ تعلیم نسواں کی اہمیت کے احساس کے ساتھ ہر ضلع میں لڑکیوں کے لئے جداگانہ مکاتب کا بھی انتظام کرنے کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تعلیم سے میری مراد صرف جدید علوم کی تعلیم ہی نہیں۔ بلکہ میں مذہبی تعلیم کو اس سے بہت زیادہ ضروری سمجھتی ہوں۔ اور میرے نزدیک اگر جدید علوم کی تعلیم کے ساتھ مذہبی علوم کی تعلیم نہ ہو۔ تو نتائج اچھے نہ ہونگے۔ میرا خیال ہے کہ ہندو اور مسلم عورتوں کو کبھی کبھی ملکر بھی جلسے کرنے چاہئیں تاکہ مشترکہ امور میں متفقہ کوشش سے کام کیا جا سکے ✤

کابل کے سابق شاہی خاندان کا ترک وطن

امان اللہ خان کے عم سردار امین اللہ جان اپنے اہل و عیال سمیت افغانستان چھوڑ آئے ہیں۔ ان کے متعلق سول اینڈ ملٹری گزٹ نے یہ اطلاع شائع کی تھی۔ کہ چونکہ شاہ نادر خان اپنی قوت و حکومت مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ اور امانیہ خاندان کے افراد کو اپنی راہ میں حائل تصور کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو جلا وطن کر دیا ہے مگر سردار صاحب موصُوف نے اس امر کی تردید کرتے ہوئے اخبار مذکورہ کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں۔ آپ کے جریدہ ۴ نومبر ۱۹۲۹ء کا حوالہ دیتے ہوئے میں آپ سے ملتجی ہوں۔ کہ آپ مہربانی کر کے میرا ذیل کا خط شائع کر دیں :-

میں مفرور نہیں ہوں۔ بلکہ میں برضا و رغبت افغانستان کو چھوڑ کر ہندوستان آگیا ہوں۔ جب میں اعلیٰحضرت شاہ نادر خان غازی کی خدمت میں انہیں الوداع کہنے کے لئے حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ آپ وطن چھوڑ کر نہ جائیے۔ بیرونی ممالک کے لوگ کہینگے۔ میں نے آپ کو جلا وطن کر دیا ہے۔ مگر میں نے جواب دیا۔ آپ کو افغانستان کی حکومت باشندگان کابل اور دولت خداداد کی دوسری ولایات مبارک ہوں۔ کیونکہ ان سب نے جن میں میں بھی شامل ہوں۔ آپ کو برضا و رغبت افغانستان کا بادشاہ منتخب کیا ہے ✤

پس آپ کے جریدہ مورخہ ۴ نومبر کے صفحہ اول پر جو بیان شائع ہوا تھا

وصیتیں

نمبر ۳۰۳۳ :- میں محمد الدین ولد مبارک قوم ورک پیشہ زراعت عمر ۴۰ سال ساکن آہنہ ڈاکخانہ بھکھی تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۲۹-۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :- میں بیان کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد بصورت اراضی سینتالیس گھماؤں ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف ضلع گورداسپور کرتا ہوں۔ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں اس جائداد کی قیمت یا اس کا کوئی حصہ انجمن مذکورہ بالا کے حوالہ کردوں۔ تو اس کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی :۔

العبد :- انگوٹھا موصی محمد الدین ولد مبارک از آہنہ۔

گواہ شد :- نشان انگوٹھا احمد الدین ولد مبارک قوم ورک ساکن آہنہ ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد۔ بقلم سید لال شاہ احمدی سکرٹری تبلیغ میرانپور ضلع شیخوپورہ۔ ۳/۱۹۲۹-۹

نمبر ۳۰۴۲ :- میں زینب بی بی زوجہ عبدالعزیز قوم بیانگ عمر ۴۰ سال ساکن کوچہ جٹاں کٹڑہ خزانہ امرتسر ضلع امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ نومبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :- میری موجودہ جائداد زیورات قیمتی دوصد روپیہ مہر مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ زینب بی بی موصیہ۔

گواہ شد۔ عبدالعزیز خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ سید بہاول شاہ احمدی کاتب الحروف کٹڑہ خزانہ امرتسر سکرٹری وصایا۔ ۲۹/۳-۲۷

نمبر ۳۰۴۳ :- میں طالع بی بی زوجہ محمد الدین قوم ورک پیشہ زراعت عمر ۵۴ سال ساکن آہنہ ڈاکخانہ بھکھی تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۲۹-۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں بیان کرتی ہوں۔ کہ میری جائداد صرف مبلغ ۱۰۰ روپیہ حق مہر کی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف ضلع گورداسپور کرتی ہوں۔ نیز اگر میری وفات پر کوئی مزید جائداد ثابت ہو جاوے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بعد وصیت کردوں۔ تو وہ حصہ وصیت سے منہا کردی جاوے گی :۔

العبد :- نشان انگوٹھا موصیہ طالع بی بی۔ اہلیہ محمد الدین ورک

گواہ شد۔ محمد الدین خاوند موصیہ

گواہ شد۔ بقلم سید لال شاہ احمدی اول مدرس میران پور

زکوٰۃ کیوں فرض ہے

تاکہ مالدار لوگ یا معمولی بھی روپیہ جمع نہ کر رکھیں۔ اور اسکو کام پر لگائیں۔ لہٰذا اگر آپ کے پاس دس روپے بھی ہوں۔ تو انکے ساتھ فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ بجائے اسکے کہ گھر میں بیکار پڑے رہیں۔ بندہ نے کئی برس کی کوشش کے بعد اب کام چلایا ہے۔ اور اس میں اب زیادہ روپے کی ضرورت ہے۔ اسواسطے یہ تجویز کی ہے۔ کہ دس دس روپے کا ایک ایک حصہ رکھا جاوے۔ تاکہ ہر ایک آدمی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اگر آپ شامل ہونا چاہیں تو اطلاع دیں۔ مزید حالات دریافت کرنیکے لئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔ نوٹ :- جو احباب ہاتھی دانت کی فینسی اشیاء۔ لیدر سوٹ کیس شال دوشالے وغیرہ۔ اور امرتسر کی مارکیٹ کی دیگر اشیا منگانا چاہیں وہ ہماری معرفت منگا کر فائدہ اٹھائیں۔

کے۔ ایم اسمٰعیل احمدی اینڈ کو۔ آنوری میوزیم امرتسر

پھر موقعہ نہیں ملیگا!

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے متصل ایک کنال زمین ہے۔ نہایت صحت افزا مقام۔ ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔ ضرورت مند خط وکتابت سے قیمت طے کرلیں :۔

چوہدری اللہ بخش وزیر ہند سٹیم پریس امرتسر

مجھے رشتہ کی ضرورت ہے

دو احمدی لڑکیوں کے لئے جو ورنیکلر مڈل پاس کرچکی ہیں۔ اور اب ٹریننگ سکول میں داخل ہونیوالی ہیں۔ علاوہ ترجمۃ القرآن وکتب حضرت مسیح موعودؑ کے عربی۔ فارسی۔ انگریزی پڑھتی ہیں۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکے احمدی صالح۔ تعلیمیافتہ۔ تندرست۔ برسر روزگار یا کاروبار صوبہ یو۔پی۔ دہلی۔ یا قادیان کے رہنے والے ہوں۔ لڑکیوں کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال ہے۔ خط وکتابت بعد تصدیق مقامی سکرٹری پتہ ذیل پر ہونی چاہیے۔ بمقام تحصیل موداہا ضلع ہمیر پور یو۔پی۔ محمد بشیر الدین گرداور قانونگو

ضرورت رشتہ

میری لڑکی جس کی عمر قریباً چودہ سال ہے۔ امور خانہ داری سے واقف سینا پرونا جانتی ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ جس شخص کی پہلی بیوی فوت ہوگئی ہو اور مخلص احمدی ہو۔ ملازم گورنمنٹ محکمہ میں ہو۔ یا ریلوے میں ہو۔ اسکو ترجیح دیجائیگی خط وکتابت :- بمعرفت مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور پہنچا ہونی چاہیئے

ضرورت ہے

امیدواروں کی جو ٹیلیگراف سگنلر۔ سٹیشن ماسٹر۔ اور بجلی کا کام ریلوے۔ گورنمنٹ ومحکمہ نہر کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ کرایہ ریل کالج دیگا۔ قواعد ۲ کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں :۔

رائل ٹیلیگرافک کالج دہلی

نوٹس

ڈلہوزی میونسپلٹی کے مندرجہ ذیل بائی لاز کی ترمیم مطابق ماڈل بائی لاز کی گئی ہے۔ جنکو بذریعہ اشتہار منادی مشتہر کیا گیا ہے۔ اور ان کی کاپیاں میونسپل بورڈوں پر چسپاں ہیں۔ ان کے متعلق اگر کسی کو اعتراض ہو وے۔ تو وہ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۹ء تک صاحب بہادر وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی ڈلہوزی کے پاس بھیجدے

(۱) بائی لاز متعلقہ کارگذاری کمیٹی۔ (۲) بائی لاز متعلقہ پیدائش واموات

(۳) " " " ہوٹل سرائے وغیرہ (۴) " " " قبرستان ومرگھٹ

(۵) " " " ذبح خانے

(۶) " " " اصطبل ومویشی خانے

(۷) " " " آتشبازی وغیرہ

(۸) " " " انتظام پانی

(۹) " " " ایجنٹوں کی تعیناتی

(۱۰) " " " قلی وباربرداری

(۱۱) " " " کتوں کا اندراج

(۱۲) " " " خطرناک اور مضر صحت تجارتیں

(۱۳) " " " اشیائے خوردنی۔ دودھ۔ مکھن مٹھائی۔ روٹی۔ سوڈا واٹر۔ گوشت وغیرہ

گھنیا لال سکرٹری میونسپل کمیٹی ڈلہوزی۔ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۲۹ء

تریاق معدہ وجگر

ہمارا تیار کردہ تریاق بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کیلئے لاثانی دوا ہے۔ کوئی یونانی وڈاکٹری مرکب جملہ فوائد میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اکثر اشخاص ضعف معدہ ضعف جگر۔ دل کی دھڑکن۔ سردرد بوجہ کمی خون بعظم طحال۔ جلن ہاتھ پاؤں۔ زردی بدن۔ جلن سینہ۔ کمی خون۔ قبض دائمی۔ ان عوارضات کے باعث اکثر مریض زندہ درگور نظر آتے ہیں۔ موسم سرما میں قدرے آرام معلوم ہوتا ہے۔ جہاں گرمی کا موسم آیا۔ مندرجہ بالا عوارضات آدباتے ہیں۔ کوئی دن اور کوئی رات چین سے بسر کرنا نصیب نہیں ہوتی۔ صرف ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہوجاتے ہیں۔ دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی ولاغری دور ہوکر بدن چست وچالاک سرخ مثل انار ہوجاتا ہے۔

تریاق معدہ وجگر۔ سفوف کی شکل میں خوشبودار۔ لذیذ شیریں مفرح ہیک یا بدبو سے پاک بچوں بوڑھوں عورتوں مردوں کیلئے یکساں مفید ہے جسقدر دودھ بھی اچھا ہو ہضم کرسکتے ہو۔ تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہیں۔ وہ بھی اسے استعمال کرکے کافی خون پیدا کرسکتے ہیں۔ قیمت فی چھٹانک تین روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک خوراک ۲ ماشہ ہمراہ دودھ صبح وشام۔ مفصل پرچہ ترکیب ہمراہ وی۔پی ارسال ہوگا :۔

حکیم محمد شریف احمدی موضع کھروالہ براستہ بٹالہ ضلع گورداسپور

مفصلہ ذیل کتب و دیگر ہر علم و فن کی کتب

شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب

لاہور کشمیری بازار سے طلب کریں۔ مفصل فہرست درخواست آنے پر روانہ ہوگی

تجرید بخاری مکمل معہ اصل عربی ترجمہ اردو۔ تالیف علامہ زمان حضرت غلام حسین بن مبارک زبیدی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ۸۹۳ھ میں انتقال فرمایا۔ فن حدیث کی یہ متبرک و بےنظیر کتاب اپنی باقیات صالحات میں سے چھوڑی۔ اسے صحیح احادیث کا خزانہ یا گفتار نبوی کا گلستان یا فرمان نبوی کا خورشید تاباں کہئے۔ تو روا ہے۔ مفصل فہرست کتاب کے بعد ایک مقدمہ امام بخاری اور جملہ راویان تجرید اور انکے مختصر سوانح انکے بعد سوا دو ہزار (۲۲۲۵) مستند و مفصل حدیثوں کی نام بنام فہرست درج ہے۔ ہر صفحہ کے دو کالم ہیں۔ ایک کالم میں عربی اور بالمقابل نہایت عام فہم اردو ترجمہ صحیح بخاری (جسے بعد کلام اللہ اصح الکتب مانا گیا ہے) از مولوی محمد حیات صاحب سنبھلی درج ہے۔ چنانچہ مصر و شام وغیرہ ممالک اسلامیہ میں یہی تجرید داخل نصاب ہے۔ کیونکہ یہ بلا اختلاف گنجینۂ احمد مختار سید الابرار ہے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہئے۔ تقطیع ۲۲×۲۹ حجم ہر دو جلد ۹۵۰ صفحے کاغذ چکنا اعلیٰ سفید قیمت مجلد چھ روپے۔ قیمت بلا جلد پانچ روپیہ صہ۔

یادگار دستگیر۔ خالص اردو ترجمہ غنیۃ الطالبین از شیخ عبدالقادر گیلانی رح۔ اس کتاب کا سلیس اردو عام فہم ترجمہ چھاپ دیا گیا ہے۔ مضامین کی خوبی و اہمیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ کتاب حضرت پیران پیر رح کی تصنیف ہے۔ قرآن و حدیث کا عطر نکالکر رکھدیا ہے۔ انسان کو اپنے مالک سے ملا دینے و دنیا و عاقبت میں خوشحال بنانے کیلئے کمال درجہ کی محنت سے کام لیا ہے۔ افسوس کہ اکثر اہل اسلام اس قسم کی ضروری کتابوں سے بےخبر ہیں۔ اسکے شروع میں حضرت کا مفصل تذکرہ زندگی بھی چھاپا ہے جسکے مطالعہ سے طبیعت بہت متاثر ہوتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

فتوح الغیب اردو۔ یہ کتاب حضرت غوث پاک رح کی صوفیانہ تصانیف میں سے ہے جو پہلے عربی زبان میں تھی۔ اب اسکا مولانا مولوی محمد ابوالحسن صاحب نے عام فہم اردو میں ترجمہ کیا۔ اس میں تصوف کے وہ نکات بیان ہوئے ہیں۔ کہ لطف آجاتا ہے۔ میرے خیال میں غوث پاک کے ہر ایک نام لیوا کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ کاغذ لکھائی اور چھپائی قابل تعریف ہے۔ باوجود تمام خوبیوں کے قیمت صرف آٹھ آنہ (۸) **تفسیر حقانی**۔ چار جلد یعنی تیرہ پارہ تک تیار ہوگئی ہے۔ قیمت معہ مقدمہ للعہ

گوہر بےبہا یعنی سیرت صدیق اکبر رض۔ سیرت فاروق اعظم رض۔ سیرت ذوالنورین رض اور سیرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ ہر چہار صحابہ کی یہ سوانح عمریاں ہیں۔ جنکی تعریف کیلئے نہ ہمارے منہ میں زبان ہے نہ ذخیرہ الفاظ۔ صرف اسقدر عرض کرنا کافی ہے۔ کہ یہ ان پاک اور شجاع بزرگوں کی زندگی کے حالات ہیں جنہوں نے حضور رحمۃ للعالمین کے فیضان نبوت سے حصہ لیا۔ اسلام اور اخلاق خود حضور سے سیکھے۔ اور دور دراز ممالک میں برکات و اخلاق نبوی پہنچائے۔ اور دین متین سے مخالفین کے قلوب کو مسخر کیا۔ کوئی مسلمان انکے مطالعہ سے محروم نہ رہے۔ لڑکے اور لڑکیوں کا انکا پڑھنا فرض ہے۔ قیمت ہر ایک کی ۸ر اور پورے سٹ کی قیمت صرف عہ ر اگر ایک ساتھ لیجائیں۔

خزینہ ہدایت یعنی بہترین اردو ترجمہ کیمیائے سعادت مصنفہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رح معہ مختصر سوانح عمری۔ مترجمہ حکیم محمد عنایت خاں صاحب حیرت امرتسری۔ اس کتاب کی خوبی ہمارے بیان کی محتاج نہیں۔ شائقین کتاب کی تحفہ مطبوعہ مفصل فہرست کے ...

غور سے پڑھیے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور چلنے پھرنے سے لاچار۔ ذرا سے کام سے دم چڑھ جانا۔ کمی خون کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا۔ اشتہا کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت۔ ان کے لئے "عرق نور" اکسیر ہے۔ اور امراض جگر کے لئے تریاق۔ موسمی بخار کے ایام سے پہلے اس کا استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفی خون اعلےٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے۔ ویسے ہی تندرست کے لئے مفید ہے جس قدر عرق پیا جائے۔ اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے "عرق نور" مجرب المجرب ہے۔ اس کے استعمال سے ماہوار خرابی اور قلت خون دور ہو کر بچہ دانی قابل تولید ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن ہو گئے ہیں۔ تو آپ اس طرح کریں۔ کہ ایک اقرار نامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہان تحریر کریں۔ کہ ہم موجد "عرق نور" کو مبلغ للعہ اسی روپے بعد حصول اولاد ادا کرینگے۔ صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا پڑے گا۔ لغذ قیمت ۴۸ خوراک دوائی معہ شافہ قیمت للعہ روپے

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ قادیان

بواسیر کی مرض جڑ سے کٹ گئی

اگر خداوند کریم پر بھروسہ رکھتے ہوئے صرف ہماری دوائی برائے دافع بواسیر استعمال کریں۔ نہایت زود اثر۔ مفید اور شفا بخش دوائی ہے۔ بواسیر خونی ہو۔ یا بادی۔ نئی ہو۔ یا پرانی۔ ایک ہفتہ کے اندر کافور اور ٹھیک ہوسکتی۔ مرض جڑ سے اکھڑ جاتی ہے۔ پرہیز بھی معمولی ہے۔ قیمت صرف ایک ہفتہ کی خوراک کے واسطے ۱۲؍ ایک روپیہ بارہ آنے

وزیر معرفت شیخ محمد الدین صاحب محلہ شیخاں

بازار جوڑے موری۔ اندرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

---

۱۲ کنال زمین فروخت ہوتی ہے

اب قادیان ریلوے یارڈ سے ملحقہ سٹیشن کی عمارت سے قریباً ۱۲۰ کرم کے فاصلہ پر ایک اور ٹکڑا زمین کا ۲۰۔۱۲ کنال کا ہوگا۔ وہ فروخت ہوتا ہے۔ قیمت فی کنال ۱۸۰ روپیہ۔ اور تمام زمین یکمشت لو تو ۱۶۰ روپے فی کنال

ج۔ **معرفت مینیجر الفضل قادیان**

لاہور میں عینکوں کی بہت بڑی دکان

ہمارے ہاں ہر ایک قسم کی عینکیں بنائی جاتی ہیں۔ عینک لگانے سے بینائی قائم رہتی ہے۔ یہاں پر تشریف لانے سے آپکو بہت بڑے فائدے پہونچینگے۔ بغیر فیس کے آنکھ کا معائنہ کر کے عمدہ مضبوط بالکل فٹ اور بارعایت اور مقابلتاً ارزاں قیمت پر عینک دیوینگے۔ دیگر دھوپ اور آندھی کے بچاؤ کیلئے ٹھنڈے اور اصلی چشمے یہاں سے منگوائیں۔ جو صاحبان ہمارے ہاں سے ایکدفعہ چشمہ خرید چکے ہیں۔ وہ ہماری محنت کی قدر اچھی طرح جانتے ہیں

نوٹ:۔ مصنوعی آنکھوں کے آنے ولایتی ہر سائز و ڈیزائن مطابق آنکھوں کے فٹ کرتے ہیں:۔

شیخ ظہیر الدین اینڈ سنز اوپٹیشن لوہاری منڈی لاہور

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ لاہور

سے عمدہ عمدہ بندوقیں۔ رائفلیں۔ ریوالور پستول۔ کارتوس نہایت سستی قیمت پر طلب فرمائیے اسلحہ پر معقول کمیشن۔ لسٹ مفت طلب فرمایئے۔

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ مال روڈ لاہور

زراعتی آلات

و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ انگریزی ہل۔ نیشکر کے بیلنے جات۔ چارہ کترنے کی مشینیں (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے۔ تیمہ اور سیویاں بنانے کی بےنظیر نو ایجاد مشینیں۔ آہنی خراس (بیل چکی) انکور ملز۔ رائس ملرز (چاولوں کی مشینیں) دستی پمپ وغیرہ وغیرہ عمدہ اور بکفایت مال خریدنے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔ ہم سے رسید مال منگانے پر آپ کو بہت سے درمیانی منافعوں کی بچت رہیگی۔ ہمارے ہاں پیتل اور لوہے کی ہر قسم کی ڈھلائی کا کام بھی ہوتا ہے۔

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری ...

... ظاہری ترقی عیسائیت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ عیسائیت کو چھوڑ کر کی ہے

ہندوستان کی خبریں!

—— بمبئی۔ ۸ رنومبر۔ بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی کے سالانہ عام جلسہ میں دوران کارروائی میں مسلمان ارکان نے نماز ادا کرنے کے لئے تحریک التوا پیش کی۔ لیکن ایوان نے اسے مسترد کر دیا۔ جس پر اکثر مسلمان بطور احتجاج اٹھ کر چلے گئے۔

—— لاہور۔ ۸ رنومبر۔ پنجاب برہمو سماج کی سوشل کانفرنس میں حسب ذیل امور پر غور کیا جائے گا (۱) تعدد ازدواج کی ممانعت ہونی چاہئے۔ (۲) عمروں میں تفاوت رکھنے والے جوڑوں کی شادی نہ ہو (۳) پیدائش اور اموات کی طرح نکاحوں کا اندراج بھی رجسٹروں میں ہوا کرے

—— ۳۱ راکتوبر کو گورودت بھون لاہور کے میدان میں دیانند جی کی برسی نہایت دھوم دھام سے منائی گئی۔ راجہ نریندر ناتھ صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ ایل۔ سی صدر تھے۔ کئی لوگوں نے تقریریں کیں۔

—— نئی دہلی۔ ۸ رنومبر۔ ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ ولایتی ڈاک کا ہوائی جہاز ساحل لبیان پر اترنے کے لئے مجبور ہو گیا۔ جس کے باعث یورپ سے آنے والی ڈاک کو نقصان پہنچا۔

—— شملہ۔ ۸ رنومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ساہوکارہ بل جس پر گذشتہ چار سال سے بحث و مباحثہ ہو رہا ہے۔ مجلس منتخبہ نے اس کے متعلق اپنی سفارشات پیش کر دی ہیں۔ اس بل میں سوائے اس کے کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں کی گئی۔ کہ ساہوکارہ کی تعریف کو وسعت دیکر زمینداران اعلےٰ اور کاشتکاروں کے حسابات کو بھی ان میں شامل کر لیا گیا ہے۔

—— لاہور۔ ۹ رنومبر۔ دیسی عیسائیوں کی آل انڈیا کانفرنس کا آئندہ اجلاس کرسمس کے دنوں میں بمقام لاہور منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ مجلس عاملہ بن گئی ہے۔

—— پونا۔ ۹ رنومبر۔ آج صبح اچھوتوں نے پاربتی مندر پر پھر ستیہ گرہ شروع کر دیا۔ رضاکاروں کا ایک دستہ پہاڑی پر چڑھ گیا لیکن دروازے اندر سے بند تھے۔ ٹرسٹیوں نے ایک تازہ اشتہار چسپاں کر رکھا تھا۔ کہ اچھوتوں کو اندر آنے کی اجازت نہیں۔ اگر کسی نے خلاف ورزی کی۔ تو اس پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ پولیس وغیرہ بھی پہنچ گئی تھی۔ چونکہ دروازے نہ کھل سکے اس لئے رضاکار واپس آ گئے۔ کوئی ناگوار حادثہ پیش نہ آیا۔

—— کلکتہ۔ ۸ رنومبر۔ سی۔ آئی۔ ڈی نے آج شام کو ایک چینی گرفتار کیا ہے۔ اس کے قبضہ سے سات سات گولیوں کے چار بھرے ہوئے ریوالور کئی سو پیٹیاں کارتوسوں کی اور خالی گولیاں برآمد ہوئیں۔

—— حال ہی میں اسسٹنٹ سٹی پولیس سپرنٹنڈنٹ اور رانی پورہ کوتوالی کے سب انسپکٹر نے آریہ سماج اندور کے دفتر کی تلاشی بغیر وارنٹ لی۔ کاغذات سے چند نوٹس اور ہفتہ وار اجلاس کی پروسیڈنگ بک ضبط کر لی۔ تلاشی اور ضبطی کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔

—— تازہ ینگ انڈیا میں گاندھی جی کے دورہ کے جو حالات درج ہیں۔ اس میں ملزمان سازش میرٹھ سے آپ کی ملاقات کے حالات بھی درج ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اسیران کو یقین دلایا ہے۔ کہ اگر دسمبر کے آخر تک آپ کو رہا نہ کیا گیا۔ تو آئندہ سال کے آغاز میں میں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔

—— دہلی میں ۷ ر نومبر کو سناتن دھرم مہاسمیلن ہوا۔ اس میں جگت گورو شنکر آچاریہ نے تقریر کرتے ہوئے شاردا قانون کی مخالفت کی۔ اور سناتن دھرمیوں کو سیاسی جدوجہد میں حصہ لینے کی تلقین کی۔

—— لاہور۔ ۱۱ رنومبر۔ مسٹر جسٹس ظفر علی نے ڈاکٹر ستیہ پال کی طرف سے دائر شدہ اپیل کا فیصلہ سنا دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے خلاف جرم قائم رہے گا۔ البتہ جتنی سزا وہ بھگت چکے ہیں۔ وہی کافی ہے نیز جرمانہ بھی معاف کیا جاتا ہے۔

—— راولپنڈی۔ ۱۱ رنومبر۔ گذشتہ ہفتہ کی شب کو رائے صاحب رتن لال انسپکٹر مدارس راولپنڈی کے مکان کو آگ لگ گئی۔ جو سول لائن میں واقع ہے۔ پیشتر اس کے کہ آگ بجھانے کے لئے مدد طلب کی جاتی۔ تمام کا تمام مکان جل کر خاکستر ہو گیا۔

—— دہلی۔ ۱۱ رنومبر۔ سکیت سٹیٹ کے ۱۵ دیہات نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ مالکان اراضی کو کوئی لگان یا زر مالکانہ ادا نہ کیا جائے۔

—— دہلی۔ ۱۱ رنومبر۔ سر مانٹیگو بٹلر گورنر صوبجات متوسط کا استعفےٰ ملک معظم نے منظور کر لیا ہے۔ ان کی جگہ مسٹر ایس۔ بی تامبے جو ایگزیکٹو کونسل کے سینئر ممبر ہیں۔ نئے گورنر کی تقرری تک قائم مقام گورنر کے فرائض سرانجام دینگے۔

—— لاہور۔ ۹ رنومبر۔ دیوگورو بھگوان کے دو لڑکوں میسرز دیوانند اور پرپھول چند نے جو دعوے دیو سماج کے کچھ کارکنوں کے خلاف اس بناء پر دائر کر رکھا تھا۔ کہ دیوگورو کی جائداد کو انہوں نے ناجائز طور پر قبضہ میں کر رکھا ہے۔ وہ ڈسٹرکٹ جج نے ۷ رنومبر کو خارج کر دیا ہے۔ اور جائداد پر ٹرسٹیوں کا قبضہ قائم رکھا ہے۔

—— پٹنہ۔ ۹ رنومبر۔ سر سلطان احمد بیرسٹر وائس چانسلر پٹنہ یونیورسٹی کی میعاد عہدہ میں ایک سال کی مزید توسیع کر دی گئی ہے۔

—— امرتسر۔ ۸ رنومبر۔ کانگریس کے بائیکاٹ کے متعلق سردار کھڑک سنگھ و ماسٹر تارا سنگھ کے مابین سمجھوتہ ہو گیا۔ کہ اگر کانگریس نے سکھ حقوق کے متعلق تسلی بخش فیصلہ نہ کیا۔ تو تمام سکھ متفقہ طور پر کانگریس کا بائیکاٹ کریں گے۔

—— پشاور۔ ۸ رنومبر۔ تنگی ضلع پشاور میں آدھی رات کے وقت ڈاکہ پڑا۔ جس میں تین آدمی مقتول اور کئی مجروح ہوئے۔ ۲۵ مسلح ہندوؤں کا ایک گروہ جس کے ساتھ مقامی بدمعاش بھی ملے تھے۔ گاؤں میں آگیا۔ حملہ آوروں نے ...

ممالک غیر کی خبریں!

—— جرمنی کے ایک گاؤں کے لوگوں نے اپنے گرجے کے پادری کو معزول کر دیا ہے۔ اور اس کی جگہ لاسلکی کے ٹیلیفون کا ایک سٹ لگا لیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ برلن کے پادری کا وعظ سن لیا کریں گے۔

—— لنڈن۔ ۷ رنومبر۔ آج دار العوام میں سر ہربرٹ ڈیمپل نے تجویز پیش کی۔ کہ اس حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ "میثاق صلح" پر دستخط ہو گئے ہیں۔ "محکمہ جنگ" کا نام بدل کر اس کی جگہ "محکمہ فوج" کر دینا چاہئے۔ مسٹر میکڈانلڈ نے جواب دیا۔ کہ کسی قسم کی تبدیلی قانون کو درہم برہم کر دے گی۔ لیکن یہ تجویز پیش نظر رکھی جائیگی۔

—— نیو یارک۔ ۹ رنومبر۔ ٹیلیفون کے متعلق دو نئی حیرت انگیز ایجادیں ہوئی ہیں۔ ایک یہ۔ کہ خودبخود کام کرنے والے اور ایکسچینج کو بلا کر نمبر ملانے والے ٹیلیفون کے دونوں سلسلوں میں تعلق پیدا کر دیا جاتا ہے جس سے ایک شخص بولے بغیر دوسری جگہ کے فون سے اپنے فون کا سلسلہ ملا دیتا ہے۔ ایکسچینج والا اچھی طرح باتیں سن سکتا ہے۔ دوسری ایجاد یہ ہے۔ کہ ایک شخص بجلی کے ذریعہ سے اپنے اندر ایک پیغام بھر لیتا ہے۔ اور دوسرے شخص کے کان پر صرف انگلی رکھ کر اسے سارے مضمون سے آگاہ کر دیتا ہے

—— لنڈن۔ ۶ رنومبر۔ آج دار العوام میں پارلیمنٹ کے نائب وزیر مستعمرات مسٹر ڈبلیوسن نے بیان کیا۔ کہ ۲۷ راکتوبر تک یروشلم کی عدالتوں نے گذشتہ فسادات کے سلسلہ میں ۹۲ عربوں اور ۷۹ یہودی ملزموں کے مقدمات کی سماعت کی۔ ۳۰ راکتوبر تک پانچ عربوں کو پھانسی کی سزا دی گئی۔

—— لنڈن۔ ۸ رنومبر۔ آج دار العوام میں مسٹر ویجوڈ بین نے کہا۔ کہ سال مختتمہ ۳۱ رمارچ ۱۹۲۹ء کے دوران میں برطانیہ میں ۳۶۲ فوجی افسروں نے پنشن لی۔ جو ہندوستان کی آمدنی سے ادا کی جائے گی۔ ان افسروں میں آئی۔ ایم۔ ایس ہندوستانی بحری فوج کے حکام بھی شامل ہیں۔ ان پنشنوں کے سلسلے میں سال میں ۲۰۸۹۵۸ پونڈ کی رقم ادا کی گئی۔ مسٹر بین نے کہا۔ کہ سال مختتمہ ۳۱ رمارچ ۱۹۲۹ء کے دوران میں برطانیہ میں ۲۱۲۶ ہندوستانی سویلینوں کو پنشن دی گئی۔ جس کی میزان ۱۶۱۷۷۱۹ پونڈ ہے۔

—— گوائی مالا۔ ۸ رنومبر۔ سرکاری طور پر اندازہ کیا گیا ہے کہ سانٹا ماریا نامی کوہ آتش فشاں کے پھٹ جانے سے چار سو سے زیادہ اشخاص ہلاک ہوئے۔ کل ایک ہوا باز نے اس پہاڑ کے اوپر پرواز کرتے ہوئے لاشیں دیکھیں۔ جو لاوا کے طوفان آتشین کی نذر ہو گئی تھیں۔

—— لنڈن ۹ رنومبر۔ لارڈ گوشن لنڈن پہنچ گئے ہیں۔ نمائندہ رائٹر کے ساتھ ملاقات کے دوران میں آپ نے کہا۔ کہ ہندوستان ...

... نے ضیاء الاسلام پریس میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا